﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک 23رفروری 2007ء | 05رصفر 1428ہجری قمری ❁ 23رتبلیغ 1386 ہجری شمسی | شمارہ08

سب سے بڑی غدّاری

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر عہد شکن کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور سب سے بڑی عہد شکنی اور غدّاری امام کے ساتھ غدّاری ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الفتن باب ما اخبر النبیؐ اصحابہ حدیث نمبر 2117)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے کافی جواب دینے کے لئے خدا تعالیٰ کے الہام سے فیض یافتہ ایسے منتخب آدمی کی ضرورت ہے جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو۔

یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے۔

''مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ کیا یہ مناسب ہے کہ بعض انگریزی خوان مسلمانوں میں سے یورپ اور امریکہ جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد اسلام اُن لوگوں پر ظاہر کریں؟ لیکن مَیں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دوں گا۔ مَیں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ جو اسلامی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہیں اور اس کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے بکلّی بے خبر اور نیز زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں وہ ہماری طرف سے وکیل ہو کر جائیں۔ میرے خیال میں ایسی کارروائی کا ضرر اس کے نفع سے اقرب اور اَسرع الوقوع ہے اِلّا ماشاء اللہ۔

بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ یورپ اور امریکہ نے اسلام پر اعتراضات کرنے کا ایک بڑا ذخیرہ پادریوں سے حاصل کیا ہے اور ان کا فلسفہ اور طبعی بھی ایک الگ ذخیرہ نکتہ چینی کا رکھتا ہے۔ مَیں نے دریافت کیا ہے کہ تین ہزار کے قریب حال کے زمانہ نے وہ مخالفانہ باتیں پیدا کی ہیں جو اسلام کی نسبت بصورت اعتراض سمجھی گئی ہیں حالانکہ اگر مسلمانوں کی لاپرواہی کوئی بدنتیجہ پیدا نہ کرے تو ان اعتراضات کا پیدا ہونا اسلام کے لئے کچھ خوف کا مقام نہیں۔ بلکہ ضرور تھا کہ وہ پیدا ہوتے تا اسلام اپنے ہر ایک پہلو سے چمکتا ہوا نظر آتا۔

لیکن اعتراضات کا کافی جواب دینے کے لئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو جس کے معلومات کو خدا تعالیٰ کے الہامی فیض نے بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا کام ان لوگوں سے کب ہو سکتا ہے جن کی سماعی طور پر بھی نظر محیط نہیں اور ایسے سفیر اگر یورپ اور امریکہ میں جائیں تو کس کام کو انجام دیں گے اور مشکلات پیش کردہ کا کیا حل کریں گے۔ اور ممکن ہے کہ ان کے جاہلانہ جوابات کا اثر معکوس ہو جس سے وہ تھوڑا سا ولولہ اور شوق بھی جو حال میں امریکہ اور یورپ کے بعض منصف دلوں میں پیدا ہوا ہے جاتا رہے اور ایک بھاری شکست اور ناحق کی سُبکی اور ناکامی کے ساتھ واپس ہوں۔

سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان وعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو مَیں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر اُن کے پاس بھیجی جائے۔ مَیں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ **یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اُس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے۔** ہاں اس قدر مَیں پسند کرتا ہوں کہ ان کتابوں کے تقسیم کرنے کے لئے یا اُن لوگوں کے خیالات اور اعتراضات کو ہم تک پہنچانے کی غرض سے چند آدمی ان ملکوں میں بھیجے جائیں جو امامت اور مولویت کا دعویٰ نہ کریں بلکہ ظاہر کر دیں کہ ہم اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ تا کتابوں کو تقسیم کریں اور اپنے معلومات کی حد تک سمجھاویں اور مشکلات اور مباحث دقیقہ کا حل ان اماموں سے چاہیں جو اس کام کے لئے ملک ہند میں موجود ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اسلام میں اس قدر صداقت کی روشنی چمک رہی ہے اور اس قدر اس کی سچائی پر نورانی دلائل موجود ہیں کہ اگر وہ اہلِ تحقیق کے زیر توجہ لائی جاویں تو یقیناً وہ ہر یک سلیم العقل کے دل میں گھر کر جاویں۔ لیکن افسوس کہ ابھی وہ دلائل اندرونی طور پر بھی اپنی قوم میں شائع نہیں چہ جائیکہ مخالفوں کے مختلف فرقوں میں شائع ہوں۔ سو انہیں براہین اور دلائل اور حقائق اور معارف کے شائع کرنے کے لئے قوم کی مالی امداد کی حاجت ہے۔ کیا قوم میں کوئی ہے جو اس بات کو سنے؟

جب سے مَیں نے رسالہ فتح اسلام کو تالیف کیا ہے ہمیشہ میرا اسی طرف خیال لگا رہا کہ میری اس تجویز کے موافق جو مَیں نے دینی چندہ کے لئے رسالہ مذکور میں لکھی ہے دلوں میں حرکت پیدا ہوگی۔ اسی خیال سے مَیں نے چار سو کے قریب وہ رسالہ مفت بھی تقسیم کر دیا تا لوگ اس کو پڑھیں اور اپنے پیارے دین کی امداد کے لئے اپنی گزشتنی گزاشتنی مالوں میں سے کچھ حق مقرر کریں مگر افسوس کہ بجُز چند میرے مخلصوں کے جن کا ذکر مَیں عنقریب کروں گا کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ مَیں حیران ہوں کہ کن الفاظ کو استعمال کروں تا میری قوم پر وہ مؤثر ہوں۔ مَیں سوچ میں ہوں کہ وہ کون سی تقریر ہے جس سے وہ میرے غم سے بھرے ہوئے دل کی کیفیت سمجھ سکیں۔ اے قادر خدا اُن کے دلوں میں آپ الہام کر اور غفلت اور بدظنّی کی رنگ آمیزی سے ان کو باہر نکال اور حق کی روشنی دکھلا۔

پیارو یقیناً سمجھو کہ خدا ہے اور وہ اپنے دین کو فراموش نہیں کرتا بلکہ تاریکی کے زمانہ میں اس کی مدد فرماتا ہے مصلحت عام کے لئے ایک کو خاص کر لیتا ہے اور اُس پر علوم لدنّیہ کے انوار نازل کرتا ہے۔ سو اُسی نے مجھے جگایا اور سچائی کے لئے میرا دل کھول دیا۔ میری روزانہ زندگی کا آرام اسی میں ہے کہ مَیں اسی کام میں لگا رہوں۔ بلکہ مَیں اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا کہ مَیں اُس کا اور اُس کے رسول کا اور اُس کے کلام کا جلال ظاہر کروں۔ مجھے کسی کی تکفیر کا اندیشہ نہیں اور نہ کچھ پروا۔ میرے لئے یہ بس ہے کہ وہ راضی ہو جس نے مجھے بھیجا ہے۔ ہاں مَیں اس میں لذّت دیکھتا ہوں کہ جو کچھ اُس نے مجھ پر ظاہر کیا وہ مَیں سب لوگوں پر ظاہر کروں اور یہ میرا فرض بھی ہے کہ جو کچھ مجھے دیا گیا وہ دوسروں کو بھی دوں۔ اور دعوتِ مولیٰ میں ان سب کو شریک کر لوں جو ازل سے بلائے گئے ہیں۔ مَیں اس مطلب کے پورا کرنے کے لئے قریباً سب کچھ کرنے کے لئے مستعد ہوں اور جانفشانی کے لئے راہ پر کھڑا ہوں۔ لیکن جو امر میرے اختیار میں نہیں مَیں خداوند قدیر سے چاہتا ہوں کہ وہ آپ اس کو انجام دیوے۔ مَیں مشاہدہ کر رہا ہوں کہ ایک دست غیبی مجھے مدد دے رہا ہے۔ اور اگرچہ مَیں تمام فانی انسانوں کی طرح ناتوان اور ضعیف البنیان ہوں تاہم مَیں دیکھتا ہوں کہ مجھے غیب سے قوت ملتی ہے اور نفسانی قلق کو دبانے والا ایک صبر بھی عطا ہوتا ہے اور مَیں جو کہتا ہوں کہ ان الٰہی کاموں میں قوم کے ہمدرد مدد کریں وہ بے صبری سے نہیں بلکہ صرف ظاہر کے لحاظ اور اسباب کی رعایت سے کہتا ہوں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے فضل پر میرا دل مطمئن ہے اور اُمّید رکھتا ہوں کہ وہ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا اور میرے تمام ارادے اور امیدیں پوری کر دے گا''۔

(ازالہ اوہام ۔ حصہ دوم ۔روحانی خزائن جلد 3صفحہ517-520مطبوعہ لندن)

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

کمسن احمدی بچوں کے خلاف مقدمہ

خوشاب: پاکستان کے ایک انگریزی اخبار ''ڈیلی ٹائمز'' نے 2رفروری 2007ء کی اشاعت میں خبر شائع کی ہے کہ ضلع خوشاب میں پانچ کمسن احمدی بچوں کے خلاف پولیس کی طرف سے مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ جرم ان بچوں کا یہ ہے کہ وہ احمدی بچوں کی تعلیم اور تربیت کے لئے شائع ہونے والے ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے خریدار تھے۔ فرسٹ انفارمیشن رپورٹ درج کرانے والے انٹیلی جینس بیورو کے ایک اہلکار نے پولیس کو مطلع کیا کہ تشحیذ الاذہان غیر قانونی طور پر چھپنے والا رسالہ ہے۔ اس رسالہ کے ''غیر قانونی'' ہونے کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ یہ رسالہ نفرت انگیز مواد کی اشاعت کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی اشاعت پر پابندی ہے۔ پچاس صفحات پر مشتمل اس رسالہ کے مطالعہ سے کوئی بھی ذی شعور یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے مندرجات اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں۔

تفصیل کے مطابق انٹیلی جینس بیورو کے اس اہلکار کو محکمہ ڈاکخانہ سے اطلاع ملی کہ رسالہ تشحیذ الاذہان پانچ احمدیوں کے پتہ پر ارسال کیا گیا ہے۔ انہوں نے رسالہ پر درج ان پانچ احمدیوں کے نام سے تھانہ میں رپورٹ کردی ۔ یہ رپورٹ تحفظ امن عامہ آرڈیننس کے سیکشن 17 کے تحت 26رجنوری 2007ء کو چوڑا کلاں، ضلع خوشاب کے تھانہ میں درج ہوئی اور فی الفور اس پر کارروائی کا آغاز بھی ہوگیا۔ وہ معصوم بچے جن پر یہ مقدمہ دائر کیا ان کے اسماء یہ ہیں:

11 سالہ نصرت جہاں، 8 سالہ عمیر احمد، اشفاق احمد، رفیع احمد اور عبدالستار۔ ''ملزمان'' کو ابھی گرفتار نہیں کیا گیا اور جماعت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ ان کمسن بچوں کی گرفتاری سے پہلے ضمانت کروالی جائے۔ پنجاب کے محکمہ امور داخلہ نے بیان دیا ہے کہ انہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس رسالہ پر پابندی ہے۔ جماعت کا موقف ہے کہ وہ وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ رسالہ کی اشاعت پر پابندی نہیں کیونکہ ہر شمارہ محکمہ مذکورہ کو بھیجا جاتا ہے۔

ربوہ سے شائع ہونے والا بچوں کا یہ رسالہ برصغیر پاک وہند کے طویل عرصہ سے شائع ہونے والے رسالوں میں سے ایک ہے۔ اس کی اشاعت کا آغاز 1906ء میں ہوا۔ اس وقت ہر ماہ اس کی 10000 کاپیاں شائع ہوتی ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

ایک احمدی کے پریس پر بلاجواز چھاپہ

لاہور: 22رجنوری 2007ء کو پاکستان کے شہر لاہور میں طارق محمود پانی پتی نامی ایک احمدی کے پرنٹنگ پریس پر پولیس نے بلاجواز چھاپہ مارا۔ پولیس نے پریس میں موجود طبع شدہ اور کچھ زیر طباعت مواد قبضہ میں لے لیا اور جاتے وقت پریس کو تا حکم ثانی بند کر کے چلے گئے۔ محترم طارق محمود پانی پتی صاحب کو کہا گیا کہ وہ اگلے روز صبح دس بجے ڈی ایس پی آفس، اسلام پورہ میں تفتیش کے لئے حاضر ہوں تا کارروائی کا آغاز کیا جاسکے۔ یہ پریس عرصہ دراز سے طباعت کا کام کر رہا ہے اور کوئی بھی شخص یا ادارہ یہاں سے کام کروا سکتا ہے۔ جماعت کی کتب اور رسائل کی طباعت کا کام بھی بعض اوقات ان کے سپرد کیا جاتا ہے مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ مواد میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو قانوناً احمدی اپنی اشاعتوں میں شامل نہیں کر سکتے۔ اس سے قبل بھی کچھ لوگ بغرض تحقیق اس پریس میں جا کر زیر طباعت مواد ہمراہ لے جا چکے ہیں۔ اس بار بھی پچھلی مرتبہ کی طرح انہیں کوئی قابل اعتراض مواد نہ مل سکا اور یوں پانی پتی صاحب کی گرفتاری کا جواز نہ ہونے کے باعث وہ گرفتاری سے تو محفوظ رہے، مگر صرف احمدی ہونے کی وجہ سے انہیں اس بے جا پریشانی کا شکار بنایا گیا۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

سعودی عرب کی پولیس نے 29ردسمبر 2007ء کو 2 بجے دوپہر جدہ میں ایک احمدی کے گھر پر چھاپہ مار کر ایک آٹھ ماہ کے بچے سمیت وہاں موجود تمام احمدیوں کو گرفتار کرلیا۔ اس کے بعد جماعت کے ایک اور فرد کے گھر پر چھاپہ مار کر ان کا تمام ریکارڈ اور ایک کمپیوٹر قبضہ میں لے لیا۔ یہ تمام احمدی احباب وخواتین جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ یہ ان کا معمول تھا جو نہ تو کسی کے لئے تکلیف کا باعث تھا اور نہ ہی کوئی خفیہ کارروائی۔ سعودی عرب میں مقیم احمدی پر امن اور شریف شہریوں کی شہرت رکھتے ہیں۔ پولیس کا یہ عمل بلاجواز اور بیرونی ممالک سے آئے ہوئے ملازمت پیشہ لوگوں کی مذہبی آزادی کے حقوق کی خلاف ورزی پر مبنی تھا۔ دنیا بھر میں جہاں بھی یہ خبر پہنچی، اس کی مذمت کی گئی سوائے پاکستان کے جہاں انتہا پسند مُلّاؤں نے اس فرقہ واریت کی حمایت میں بیانات دیئے۔ جھوٹ پر مبنی ان بیانات میں کہا گیا کہ از روئے شریعت کسی غیر مسلم کو حرمین شریفین میں داخلہ کی اجازت نہیں۔ سعودی حکام پر یہ دباؤ بھی ڈالا گیا کہ گرفتار ہونے والے ان احمدیوں کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔ ایسے واقعات اسلامی ممالک میں فرقہ واریت کو ہوا دینے میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ (مرتبہ: آصف محمود باسطؔ)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خوش قسمتی کی نشانیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''علم صحیح اور عقل سلیم یہ بھی خوش قسمتی کی نشانیاں ہیں۔ جس میں شقاوت ہو اس کی مت ماری جاتی ہے۔ وہ نیک کو بد اور بد کو نیک سمجھتا ہے''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 445)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف فارسی منظوم کلام پر تضمین

مجھ سے کہتے ہیں یہ عاشق ، بانورے   تُو بھلا توصیف اسؐ کی کیا کرے
مرتبہ جس کا گماں سے ہو پرے   روح کانپے، ذہن لرزے دل ڈرے
''در دلم جوشد ثنائے سرورے   آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے''

مَیں کروں کیا عرض ، کیا میری مجال   وہ ہے محبوبِ خدائے ذوالجلال
حسن کا اس کے تصور ہے محال   وہ مکمل ہے ، نہیں اس کی مثال
''ختم شُد بر نفسِ پاکش ہر کمال   لاجرم شُد ختم ہر پیغمبرے''

اُس کا عالم میں نہیں کوئی مثیل   ہے محمدؐ ہی محمدؐ کی دلیل
اس کے خادم جنّ وانساں ، جبرئیل   صاحبِ تسنیم و کوثر ، سلسبیل
''پہلوانِ حضرتِ ربِّ جلیل   بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے''

نور سے اس کے منور ہے جہاں   اس سے ہیں آباد دل کی بستیاں
اس سے وابستہ ہیں سب سچائیاں   ہے ثنا خواں اُس کی ارضِ قادیاں
''آفتابِ ہر زمین و ہر زماں   رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے''

اس کا ہر ارشاد سچّا برمحل   مجھ کو سودا ہے اس کا آج کل
ٹھیر بھی اے عمر کے سورج! نہ ڈھل   دل گیا اس کی محبت میں پگھل
''آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل   آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے''

مَیں غلاموں کے غلاموں کا غلام   مَیں بھلا کس منہ سے لوں احمدؐ کا نام
میم کے پردے میں ہے جس کا مقام   اس پہ ہوں لاکھوں درود، اربوں سلام
''سالکاں را نیست غیر از وَے امام   رہرواں را نیست جُز وَے رہبرے''

قافلہ سالارِ خیلِ صادقاں   کعبۂ اُمّیدِ شہرِ عاشقاں
مجھ سے لاچاروں حقیروں کی اَماں   اہلِ ربوہ ہیں اُسی کے نعت خواں
''اے خدا بروَے سلامِ ما رساں   ہم برا خوانش ز ہر پیغمبرے''

سَیِّدُالْکَوْنَیْن ،خَتْمُ الْاَنْبِیَاء   مظہر کامل ہے جو اللہ کا
راستہ جس کا خدا کا راستہ   عرش سے آگے ہے جس کا مرتبہ
''جائے اُو جائے کہ طیرِ قدس را   سوزد از انوارِ آں بال و پرے''

کامران و کامگار و کامیاب   خوبیاں اس کی ہیں بے حدّ و حساب
اس کا خالق نے کِیا خود انتخاب   وہ محمدؐ ہے ، نہیں اس کا جواب
''حسنِ رُویش بِہ زِ ماہ و آفتاب   خاکِ کویش بِہ زِ مشک و عنبرے''

کائنات اس کی محبت میں ہے مست   اس کی خاطر ہے یہ ساری بود وہست
حاصلِ تخلیق اُس کی سرگزشت   وسعتِ کونین اُس کی سلطنت
''مَجْمَعُ الْبَحْرَیْنِ علم ومعرفت   جَامِعُ الْاِسْمَیْنِ ابر و خاورے''

(چوہدری محمد علی)

قطعات

کس قدر سادہ ہیں جو پوچھتے ہیں   عشق کرنے کی ضرورت کیا ہے؟
اور بتاتے بھی نہیں اس کے سوا   زندگی کرنے کی صورت کیا ہے؟

زندہ رہنے کی اگر اور ہو صورت کوئی   عشق سی پھر بھی نہیں خاک پہ نعمت کوئی
صدق وعرفان سے معمور ہے اس کا دامن   اس کے ہوتے ہوئے رہتی نہیں حسرت کوئی

(جمیل الرحمٰن۔ ہالینڈ)

حضرت مصلح موعود ؓ کے کارہائے نمایاں

(مظفر احمد درّانی۔ مبلغ سلسلہ)

20؍فروری 1886ء کا دن تاریخ احمدیت میں ایک یادگار اور ناقابل فراموش مبارک دن ہے۔ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کی قبولیت کا دن ہے جو آپ نے مخالفین اسلام کو زندہ و تابندہ نشان دکھانے کے لئے اپنے مولیٰ کریم کے حضور کیں اور یہ وہ عظیم الشان دن ہے جس دن آپ نے خدا تعالیٰ سے خوشخبری پاکر دنیا میں اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ مجھے ایک عظیم الشان لڑکا دے گا جو بے شمار خصوصیات کا حامل ہوگا۔

پیشگوئیوں کے مطابق وہ موعود فرزند 12؍جون 1889ء بروز جمعہ قادیان میں پیدا ہوا اور ابتدائی عمر سے ہی دل میں خدمت دین کا شوق اور ولولہ پاتا اور اسے عملی جامہ پہناتا رہا۔

عہد وفا

26؍مئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو غیروں نے تو اس پر بہت شور مچایا کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا حتی کہ بعض اپنے بھی وساوس کا شکار ہوئے کہ اب کیا ہوگا؟ ان حالات میں پسر موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ؓ نے 19 سال کی عمر میں آہ وبکا، بے صبری اور واویلا کرنے کی بجائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جسد اطہر کے سرہانے کھڑے ہوکر اپنے مولیٰ سے ایک تاریخی عہد وفا کیا۔ اپنے اللہ کے حضور عرض کرتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ! اگر ساری دنیا بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو چھوڑ دے گی اور مَیں اکیلا رہ جاؤں گا تو مَیں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور آپ کے پیغام اور آواز کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔

مٹ جاؤں مَیں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

پھر آپ نے اپنی ساری زندگی، انفرادی اور اجتماعی امور کی انجام دہی میں اپنے اس عہد کو پیش نظر رکھا اور بڑی ہی کامیابی و کامرانی سے اسے نبھایا۔

احترام واستحکام خلافت

14؍مارچ 1914ء کو 25 سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب خلافت سے نوازا تو بہتوں نے سمجھا کہ یہ بچہ ناتجربہ کار ہے اب تو جماعت ضرور تباہ و برباد ہو جائے گی۔ مگر جس کی ذہانت اور اولوالعزمی کی خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی وہ ہولناک طوفانوں سے اپنی جماعت کو بچا کر لے جاتا رہا اور ہر میدان میں فتح کے جھنڈے گاڑتا رہا۔ اور اس کے لاکھوں فدائی آج بھی اس کے نام پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور آپ نے اپنے باون سالہ دورِ خلافت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دئے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور دشمن بھی اعتراف حقیقت پر مجبور ہو جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود ؓ نے خلافت کی عظمت کو دلوں میں گاڑ دیا اور نظام خلافت کو مستقل بنیادوں پر قائم و دائم کیا اور اعلان فرمایا کہ آج وہی شخص کامیاب ہوسکتا ہے جو خلیفۂ وقت کے مشوروں اور ہدایت سے کام کرتا ہے۔ اور دوسرا، درخت سے کٹی ہوئی شاخ کی مانند ہے جو پھل پیدا نہیں کرسکتی۔ اور وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے ورنہ وہ دنیا بھر کے علوم جاننے کے باوجود اتنا کام بھی نہیں کرسکتا جتنا بکری کا بکروٹہ کرسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''پانچ روپیہ کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ اور پانچ ارب روپیہ کیا؟ اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں''۔

(تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات صفحہ63)

''تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری تمام ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھتے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی''۔

(درس القرآن صفحہ73)

اسی طرح فرمایا:

''اے دوستو! میری آخری نصیحت یہی ہے کہ سب برکتیں خلافت سے وابستہ ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 20؍ مئی 1959ء)

تحریک جدید کا اجراء

جماعت احمدیہ مسلمہ کو آج کُل عالم میں جو نیک شہرت، قوت وشوکت اور عظمت نصیب ہے اس میں بہت بڑا حصّہ حضرت مصلح موعود ؓ کا ہے۔

1934ء میں دشمنان احمدیت نے ایک سکیم کے تحت جماعت پر حملہ کیا۔ مرکز احمدیت قادیان میں ایک کانفرنس رکھی اور یہ گندے عزائم ظاہر کئے کہ ہم احمدیوں کو قتل کردیں گے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور قادیان اور ہندوستان میں جماعت احمدیہ کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا۔

ایک طرف دشمن کے بڑے ہی ناپاک ارادے تھے اور دوسری طرف سیدنا حضرت مصلح موعود ؓ نے الٰہی منشاء سے تحریک جدید کا اعلان فرمایا جس کا مقصد یہ تھا کہ حق کے دشمن جس الٰہی جماعت کو مقامی طور پر مٹانا چاہتے ہیں وہ جماعت زمین کے کونے کونے اور ہر ملک میں پہنچ جائے۔ پس یہ سیدنا محمود ؓ کی قائم کردہ تحریک جدید کی ہی برکت ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہندوستان سے ترقی کرتے کرتے اس کی حدود سے نکلتے ہوئے دشمن کے دیکھتے دیکھتے دنیا کے ایک سو اسّی سے زائد ملکوں میں مضبوطی سے قائم ہو چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدا کا یہ فرمان بڑی شان سے پورا ہو چکا ہے کہ ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ اس جماعت کو مٹانے والے خود مٹ گئے۔ جو شخص بھی اس کے مقابل پر کھڑا ہوا بہت جلد اپنے انجام کو پہنچا۔ جو ہاتھ بھی اس الٰہی جماعت کے خلاف اٹھا قہّار خدا نے اسے کاٹ کر رکھ دیا۔

حضرت مصلح موعود ؓ تحریک جدید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اب خدا کی غیرت پھر جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانے کی خدمت سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں۔ .... اسی غرض کے لئے مَیں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے مَیں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ پس سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا تخت آج مسیحؑ نے چھینا ہوا ہے۔ ہم نے مسیحؑ سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ ﷺ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو، میری بات کے پیچھے چلو کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ یہ میری آواز نہیں ہے، مَیں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ''۔

(تقریر جلسہ سالانہ 1953ء)

مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں اس قدر برکت دی ہے کہ گزشتہ سال جماعتہائے احمدیہ کا صرف تحریک جدید کے چندہ کی وصولی 35 لاکھ پانچ ہزار پاؤنڈ کی ہے۔ الحمدللہ۔ (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3؍نومبر 2006ء) جو اشاعت اسلام در اکناف عالم میں خرچ ہو کر تحریک جدید کے شیریں ثمرات میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔

ذیلی تنظیموں کا قیام

حضرت مصلح موعود ؓ نے جماعت کے اندر انصار، خدام واطفال اور لجنہ اماء اللہ وناصرات کی تنظیمیں قائم فرمائیں اور انہیں عمارتِ احمدیت کی بنیادیں اور دیواریں قرار دیا کہ تا ہر عمر اور جنس کے افراد الگ الگ خدمت دین، اصلاح معاشرہ اور اشاعت اسلام کی تدبیریں سوچیں اور اس پر عمل کریں اور ان تنظیموں کا ہر فرد اپنے آپ کو قصرِ احمدیت کی اینٹ سمجھے اور پھر اسے جہاں بھی نصب کر دیا جائے اسے اپنے لئے خوش قسمت اور سعادت جانے۔

آپ نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ ابھی ٹریننگ کی عمر میں سے گزر رہی ہے اور جب یہ ٹریننگ مکمل کر کے عمل کے میدان میں قدم رکھیں گے تو ایک انقلاب برپا کر دیں گے اور دنیا حیرانگی سے دیکھتی رہ جائے گی۔

اور فرمایا کہ خدام احمدیت میں یہ روح نظر آنی چاہئے کہ وہ اسلام واحمدیت کے لئے قربان ہونے کے لئے منتظر بیٹھے ہوں اور پَر تولے ہوئے اس بات کے لئے تیار ہوں کہ کفر کی چڑیا آئے اور وہ اس پر جھپٹ پڑیں اور اسے نیست ونابود کردیں تب ہم سمجھیں گے کہ تنظیموں اور تحریک جدید کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا۔

پھر آپ نے انہیں جوانوں پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''میرے پاس ایسے خدام ہیں کہ اگر مَیں ان کو حکم دوں کہ پہاڑ کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دو تو وہ گرانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر مَیں انہیں شعلہ زن آگ کے تندور میں چھلانگ لگانے کو کہوں تو وہ لگا دیتے۔ اگر مَیں انہیں ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں کودنے کو کہوں تو وہ اپنے آپ کو سمندر کی لہروں کے سپرد کردیں۔ اور اگر اسلام میں خودکشی حرام نہ ہوتی تو مَیں ایک سو نوجوانوں کو حکم دیتا تو وہ اسی وقت اپنے پیٹوں میں خنجر مار کر ہلاک ہو جاتے''۔

نیز فرمایا:

''ہر ذیلی تنظیم کا فرض ہے کہ وہ مقامی نظام جماعت کو مضبوط و مستحکم کرے۔ اس کا احترام کرے اور باہمی مل جُل کر اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک ہر خطۂ ارض لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی صدا سے گونج نہیں اٹھتا''۔

دعویٰ مصلح موعود

پیشگوئی مصلح موعود والی ساری علامات حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کے وجود میں پوری ہو چکی تھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایسا اشارہ نہ دیا گیا تھا اس لئے آپ خاموش تھے۔ 1944ء کے شروع میں آپ کو الہاماً مصلح موعود ہونے کی خبر دی گئی تو آپ نے 25؍فروری 1944ء کو ہوشیار پور میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں یہ اعلان فرمایا کہ:

''مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق مجھے ہی قرار دیا ہے۔ مَیں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔ .... مری ساری خواہش اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ ﷺ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم ﷺ کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو''۔

(الموعود صفحہ 67)

پھر آپ نے احمدیت کی ترقی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''مَیں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، ہوشیار پور کی ایک ایک اینٹ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ حکومتیں اگر اس کے مقابلہ میں کھڑی ہوں گی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے

ان کو اپنے ہاتھ سے ملیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اوران کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا''۔

(الفضل 24؍ فروری 1944ء)

20؍فروری 1944ء کو ہوشیار پور کے جلسہ میں تقریر میں آپ نے اپنے دعویٰ مصلح موعود کے حوالہ سے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

''آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدّق ہیں آپ کا اوّلین فرض ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں۔ بیشک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا۔ بلکہ مَیں کہتا ہوں کہ آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس مَیں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا ،مَیں تمہیں اچھلنے ،کودنے سے نہیں روکتا۔ بیشک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی سے اچھلو اور کودو۔ لیکن مَیں کہتا ہوں اس خوشی اور اچھل کود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو۔ جس طرح خدا نے مجھے رؤیا میں دکھایا تھا کہ مَیں تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی جا رہی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ مَیں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ مَیں سُرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں۔ مگر اس کے ساتھ آپ لوگوں پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سُست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا ہے اور سُرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو سُستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدم کو پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ۔ تاہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں''۔ (الموعود صفحہ 216)

ربوہ مرکز کا قیام

جماعت احمدیہ وہ واحد مذہبی جماعت ہے جس نے قیام پاکستان میں مسلم لیگ اور قائد اعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور اپنی بھرپور رہنمائی اور تعاون سے نوازا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر بہت سے احمدی بھی پاکستان میں منتقل ہو گئے جبکہ مرکز احمدیت قادیان ہندوستان میں رہ گیا۔ اس لئے اب ضرورت تھی کہ پاکستان میں ایک مرکز ہو جہاں سے ساری جماعت کی رہنمائی کی جائے اور حق وصداقت کی آواز کو ہرسُو پھیلایا جائے۔ چنانچہ مختلف مقامات کا جائزہ لیا گیا تو دریائے چناب کا مغربی کنارہ (جہاں ان دنوں ربوہ کا شہر آباد ہے) کو پسند کیا گیا۔ یہ جگہ جنگل اور اجاڑ تھی۔ خورونوش کی کوئی چیز یہاں پیدا نہ ہوتی تھی۔ سارا علاقہ شوریدہ تھا اور زیرزمین پانی نہ تھا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ یہاں تشریف لائے۔ خرید کردہ زمین کے چاروں کونوں پر صدقے کے بکرے ذبح کئے گئے۔ یہاں خیمہ زن فرزانوں کو لوگ دیوانے سمجھ رہے تھے۔ کیونکہ رہائش کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ کئی جگہ پانی کی تلاش میں بور کئے گئے لیکن پانی نہ ملتا۔ اس عالم میں چلتے چلتے حضور پرنُور رضی اللہ عنہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا ؎

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

حضور انور نے وہیں اپنی چھڑی گاڑ دی اور فرمایا میرا مولیٰ یہیں سے پانی نکالے گا۔ چنانچہ وہیں بور کیا گیا تو پانی نکل آیا اور وہی ٹیوب ویل پھر ساری نوآبادی کو سیراب کرتا رہا۔

جنگل کو منگل ،ویرانے کو آبادی اور بہترین شہر میں تبدیل کر دینا ،ساری ضروریات زندگی کا دستیاب ہونا اور اسی شہر سے ساری دنیا کی رہنمائی اور نگرانی کرنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ چنانچہ حضور رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

''مَیں حیران ہوں کہ وہ کونسی طاقت ہے جس نے تمہیں یہاں لاکر آباد کر دیا ہے۔ اسے دیکھ کے وہ زمانہ یاد آتا ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کو جنگل میں لاکر آباد کیا تو خدا نے وہ دائمی شہر آباد کر دیا اور یہ وہ جگہ تھی جس کو حکومت اور کئی قومیں آباد کرنے میں ناکام ہو چکی تھیں''۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

ربوہ شہر کو آباد ہوتے دیکھ کر بعض اخبار نویسوں اور انصاف پسند طبقہ نے اسے بہت بڑی کامیابی قرار دیا اور حکومت کے لئے ایک نمونہ قرار دیا کہ مہاجرین کو آباد کرنے کی یہ ایک بہترین مثال ہے۔

خدمتِ قرآن

''پیشگوئی مصلح موعود'' میں یہ ذکر موجود ہے کہ اس عظیم فرزند کے ذریعہ ''دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا''۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ مجھے خود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم سکھلائے ہیں اور میرے علاوہ روئے زمین پر اور کوئی نہیں جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہو۔ اور مَیں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ حقائق و معارفِ قرآن کے بیان میں میرے ساتھ مقابلہ کرلیں۔

نیز فرمایا:

''آج صفحۂ عالم پر کوئی ایسا وجود نہیں جو میرے مقابل پر آنے کی جرأت کر سکے۔ اور مَیں ساری دنیا میں مختلف علوم کے ماہرین کو چیلنج کرتا ہوں کہ نئے سے نئے علوم کی روشنی میں قرآن پر کوئی اعتراض کریں تو مَیں قرآن سے ہی اس کا جواب دوں گا''۔

آپ نے تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر رقم فرما کر عالمِ اسلام پر بہت بڑا احسان فرمایا اور ایک سو سے زائد کتب رقم فرما کر قرآن اور اسلام کی صداقت کا بول بالا فرمایا۔

یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس حقیقت کا اعتراف غیروں نے بھی کیا۔ جبکہ آپ کے شاگرد ساری دنیا میں علوم قرآن کو پھیلا اور سکھلا رہے ہیں۔ چنانچہ مولوی ظفر علی خان صاحب نے مخالف احمدیت ہونے کے باوجود دیگر مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے احراریو! کان کھول کر سنو کہ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟ تم نے تو کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن ،من ،دھن اس کے اشارہ پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ .... مرزا محمود کے پاس مبلّغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے''۔ (ایک خوفناک سازش از مولانا مظہر علی اظہرؔ صفحہ 196)

خدمت قرآن کا جذبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ذات میں لبالب تھا۔

قارئین کرام! آئندہ جب بھی خدمتِ قرآن، اشاعت اسلام اور اصلاح احوال کی ضرورت پڑے گی تو دنیا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو یاد کرے گی۔ اس لئے اے احمدی مردو اور عورتو اور بڑو اور چھوٹو! آپ بھی اپنی استعداد کے مطابق مصلح موعود بننے کی کوشش کرو اور آپ کی سیرت اور کارناموں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو۔ اور آپ کے کارہائے نمایاں کو زندہ و تابندہ کردو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شروع سے ہی تربیت فرمائی تھی۔

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؔ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک رات مَیں مسجد مبارک قادیان میں گیا کہ اکیلے میں دعائیں کروں گا اور علیحدگی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ جب مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ بڑے درد کے ساتھ سجدہ ریز ،دعا میں مصروف ہیں۔ جب آپ ختم کر چکے تو مَیں نے آگے بڑھ کر استفسار کیا کہ میاں صاحب آج کیا کچھ خدا سے مانگ لیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

''مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کر کے دکھا دے''۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے درج ذیل الفاظ ہم سب کو دعوت عمل دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ؎

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے میرے اہل وفا سُست کبھی گام نہ ہو

Announcement

Most of the books of the Promised Messiah a.s have yet to be translated into English. Translation of Hudur's books requires the translator to observe the following guidelines:

> Keeping in view the idiom of the two languages and the fact that Urdu and English are not cognate languages, translation should do justice to the subject and be as close to the original text as possible, with emphasis on close.

Those whome God Almighty has gifted with competence to perform this very blessed and honourable task are humbly requested to send their sample translations of the first 10 pages of the book *'Haqiqatul Wahi'* and / or *'Zaruratul Imam'* to Vakalat Tasnif, Tahrik-e-Jadeed, Rabwah at the following address.

Fax: **+ 92 47 6212296**

Email: **tasnif-pakistan@alislam.org**

میراج
MIRAGE HOTEL LAHORE
ہوٹل اینڈ بینکویٹ ہال لاہور
Stay with Comfort
21 Lake Road, Old Anarkali, Lahore.
Tel: 042-7238133-35 7238126-27 Fax: 042-7246344
www.miragelahore.com
Email: reservations@miragelahore.com
Email your Reservation now!

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے حصہ پاتے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے مخلوق خدا کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت و رحمت کے نہایت ایمان افروز واقعات کا دلنشین تذکرہ۔

احباب جماعت کو اپنے اندر جذبہ رحم کو پیدا کرنے اور بڑھانے کی تاکیدی نصائح

مسیح محمدی کے غلاموں کا بھی کام ہے کہ آپ کی تعلیم کو اپنے عملوں پر لاگو کرتے ہوئے مخلوق خدا سے جذبۂ ہمدردی کے تحت اس پیغام کو بھی لوگوں تک پہنچائیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 02رفروری 2006ء بمطابق02 تبلیغ 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

گزشتہ خطبہ میں، مَیں نے آنحضرت ﷺ کے مخلوق پر رحم کرنے اور اپنے صحابہؓ کو بھی یہ نصیحت فرمانے کہ تمہیں بھی رحمان خدا کی رحمانیت سے حصہ لینے کے لئے ایک دوسرے سے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے رحم کا سلوک کرنا چاہئے، کے حوالے سے بعض روایات پیش کی تھیں۔

آج مَیں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے چند واقعات بیان کروں گا جن سے آپؑ کے دل میں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے جو جذبہ رحم تھا اور اس کے لئے آپؑ بسا اوقات اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی جو اظہار فرمایا کرتے تھے، اس کی کچھ حد تک تصویر کشی ہوتی ہے۔ آپؑ کی زندگی اتنی مصروف تھی کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اسلام کے دفاع میں تن تنہا ساری جنگیں لڑ رہے تھے۔ تقریر کے ذریعہ سے، تحریر کے ذریعہ سے، پھر مخالفین کی کارروائیاں بھی آپؑ کے خلاف بے انتہا تھیں، مقدمات وغیرہ بھی تھے۔ یہ سب چیزیں تھیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے اپنوں اور پرایوں کے لئے اس بات پر کمر بستہ تھے کہ اس کی صفت رحمانیت سے حصہ پا کر مَیں سراپا رحمت بنا رہوں، ۔ اور اپنے آقا و مطاع ﷺ کے اسوہ کو مکمل طور پر اپنا سکوں۔ آپ کی سیرت کا یہ پہلو بھی پوری آب و تاب سے چمکا۔ اس لئے کہ آپ اپنے پیدا کرنے والے اور انعاموں اور فضلوں سے نوازنے والے خدا کا شکر گزار بندہ بھی بننا چاہتے تھے، جس نے آپؑ کو الہاماً فرمایا تھا کہ غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِيْ رَحْمَتِيْ وَقُدْرَتِيْ تیرے لئے مَیں نے رحمت اور قدرت کو اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔

(تذکرہ صفحہ72 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے جو رحمت کا پودا آپ کے لئے لگایا گیا آپ اس کی شکر گزاری کا اظہار اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کی نظر ڈال کر نہ کرتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپؑ کو یہ بھی فرمایا تھا کہ يَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى شَفَتَيْكَ اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری ہوئی ہے۔

(تذکرہ صفحہ73 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس اس رحمت نے جہاں روحانی بیماروں کے لئے آپؑ کے دل میں درد پیدا کیا ہوا تھا اور جس کے لئے آپ دعا اور تدبیر کے ذریعہ سے ہر وقت کوشاں رہتے تھے وہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی جسمانی اور مادی ضرورتوں کے لئے بھی آپؑ دعا اور تدبیر کے لئے ہمہ وقت اور ہر وقت، ہر لحہ تیار رہتے تھے۔

اب مَیں وہ واقعات پیش کرتا ہوں کہ کس طرح آپؑ مخلوق کی خدمت کیا کرتے تھے اور آپؑ کے دل میں ان کی روحانی ترقی کے لئے کتنا درد تھا۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک لالہ شرمپت رائے ہوتے تھے۔ قادیان کے رہنے والے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آپؑ کی بعثت کے ایام سے پہلے بھی آیا کرتے تھے۔ آپؑ کے بہت سے نشانات کے وہ گواہ تھے۔ ایک مرتبہ وہ بیمار ہوئے تو عرفانی صاحبؓ کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے قادیان ہجرت کر کے آ جانے کی سعادت حاصل ہو چکی تھی۔ ان کے پیٹ پر ایک پھوڑا نکلا تھا اور بہت گہرا پھوڑا تھا۔ اس دُنبل نے خطرناک شکل اختیار کر لی تھی۔ حضرت اقدسؑ کو اطلاع ہوئی۔ آپؑ خود لالہ شرمپت رائے کے مکان پر تشریف لے گئے جو نہایت تنگ اور تاریک سا چھوٹا سا مکان تھا۔ اکثر دوست بھی آپؑ کے ساتھ تھے، عرفانی صاحب کہتے ہیں کہ مَیں بھی ساتھ تھا، جب آپ نے لالہ شرمپت رائے کو جا کے دیکھا تو وہ نہایت گھبرائے ہوئے تھے اور ان کو یقین تھا کہ میری موت آنے والی ہے۔ بڑی بے قراری سے باتیں کر رہے تھے، جیسے انسان موت کے قریب کرتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بڑی تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں اور ایک ڈاکٹر عبداللہ صاحب ہوا کرتے تھے، فرمایا کہ مَیں ان کو مقرر کرتا ہوں وہ اچھی طرح علاج کریں گے۔ چنانچہ دوسرے دن حضرت اقدسؑ ڈاکٹر صاحب کو ساتھ لے گئے اور ان کو خصوصیت کے ساتھ لالہ شرمپت رائے کے علاج پر مامور کیا۔ اور اس علاج کا بار یا خرچ لالہ صاحب پر نہیں ڈالا۔ اور روزانہ بلا ناغہ آپؑ ان کی عیادت کو جاتے تھے اور جب زخم مندمل ہونے لگے اور ان کی وہ نازک حالت بہتر حالت میں تبدیل ہو گئی۔ تو پھر آپؑ نے وقفہ سے جانا شروع کیا۔ اور اُس وقت تک عیادت کا یہ سلسلہ جاری رکھا جب تک وہ بالکل اچھے نہیں ہو گئے۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ169-170)

پھر عرفانیؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مہر حامد قادیان کے ارائیوں میں پہلا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوا اور اب تک اس کا خاندان خدا تعالیٰ کے فضل سے مخلص ہے۔ (اب بھی ہوں گے۔ انشاء اللہ) مہر حامد علی صاحب نہایت غریب مزاج تھے اور ان کا مکان فصیل قادیان سے باہر اس جگہ واقع تھا جہاں گاؤں کا کوڑا کرکٹ اور رُوڑیاں جمع ہوتی ہیں۔ سخت بدبو اور تعفن اس جگہ پہ ہوتا تھا۔ اور خود بھی زمینداروں کے گھر ایسے ہی ہوتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ مکان کی صفائی کا التزام نہ تھا، مویشیوں کا گوبر اور اس قسم کی دوسری چیزیں پڑی رہتی تھیں، جس کو وہ کھاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ بہرحال اسی جگہ وہ رہتے تھے، وہ بیمار ہوئے اور وہی بیماری ان کی موت کا موجب بنی۔

تو حضرت اقدسؑ متعدد مرتبہ اپنی جماعت مقیم قادیان کو لے کر اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور جب جاتے تھے تو قدرتی طور پر بعض لوگوں کو اس تعفن اور بدبو سے سخت تکلیف ہوتی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی تکلیف محسوس کرتے تھے اور بہت کرتے تھے۔ عرفانیؓ صاحب لکھتے ہیں اس لئے کہ فطرتی طور پر یہ وجود نظافت اور نفاست پسند واقع ہوا تھا۔ مگر اشارۃً یا کنایۃً نہ تو اس کا اظہار کیا اور نہ اس تکلیف نے آپؑ کو ان کی عیادت اور خبر گیری کے لئے تشریف لانے سے کبھی روکا۔ آپؑ جب جاتے تو اس سے بہت محبت اور دلجوئی کی باتیں کرتے۔ اور اس کی مرض اور اس کی تکلیف وغیرہ کے لئے بہت دیر تک دریافت فرماتے اور تسلی دیتے اور ادویات وغیرہ بھی بتاتے، توجہ الی اللہ کی بھی ہدایت فرماتے۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ایک معمولی زمیندار تھا اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ آپؑ کے زمینداروں میں ہونے کی وجہ سے وہ گویا رعایا کا ایک فرد تھا۔ لیکن آپؑ نے کبھی تفاخر اور تفوّق کو پسند نہ فرمایا۔ اس کے پاس جاتے تھے تو اپنا ایک عزیز بھائی سمجھ کر جاتے تھے اور اس طرح پر باتیں کرتے تھے اور اس کے علاج کے متعلق دلچسپی لیتے تھے اور صاف طور پر دوسرے دیکھنے والے بھی کہتے تھے کہ کوئی عزیزوں کی خبر گیری بھی اس طرح نہیں کرتا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ172-173)

پھر حضرت یعقوب علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ عیادت کے لئے باوجودیکہ آپؑ تشریف لے جاتے تھے لیکن یہ بھی ایک صحیح واقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے قلب کو مخلوق کی ہمدردی اور غمگساری کے لئے جہاں استقلال سے مضبوط کیا ہوا تھا وہاں محبت اور احساس کے لئے اتنا رقیق تھا (اتنا نرم کیا ہوا تھا) کہ آپؑ اپنے مخلص احباب کی تکالیف کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکتے تھے اور اندیشہ ہوتا تھا کہ اگر آپؑ اس موقعہ تکلیف پر پہنچ جاویں تو طبیعت بگڑ نہ جاوے۔ اس لئے بعض اوقات عیادت کے لئے خود نہ جاتے اور دوسرے ذرائع سے عیادت کر لیتے یعنی ڈاکٹر وغیرہ کے ذریعہ سے حالات دریافت کر لیتے اور مریض کے عزیزوں رشتہ داروں کے ذریعہ سے تسلّی دیتے اور ایسا ہوا کہ اپنی اس رِقّت قلبی کا اظہار بھی بعض اوقات فرمایا۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 186)

تو دیکھیں باوجود بے انتہا معمور الاوقات ہونے کے کسی کی عیادت یا ہمدردی کیلئے جانے پر اس لئے انکار نہیں فرما رہے کہ وقت نہیں ہے، مصروفیت ہے، بلکہ اس لئے کہ مخلوق کی ہمدردی اور اس کی تکلیف کا خیال کر کے آپؑ کی اپنی طبیعت خراب ہو جایا کرتی تھی اور یہ سراسر رحمت تھی جس سے آپؑ کا دل بھرا ہوا تھا۔

اس کا اظہار ایک خط کے ذریعہ سے بھی ہوتا ہے جو آپؑ نے اپنے ایک مرید کی بیماری کے دوران لکھا۔ اس کے متعلق عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ مرحوم ایوب صادق صاحب ایک نہایت مخلص اور پرجوش احمدی تھے۔ (یعنی مرزا ایوب بیگ صاحب)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کو عاشقانہ ارادت تھی۔ وہ بیمار ہو گئے اور اس بیماری میں آخر وہ مولیٰ کریم کے حضور جا پہنچے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ اپنے بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے پاس بمقام فاضلکا تھے اور حضرت اقدس کی محبت کا غلبہ ہوا تو انہوں نے خواہش کی کہ حضرت کو دیکھیں۔ خود ان کا آنا نہایت مشکل تھا کیونکہ سفر کے قابل نہ تھے اور جوش کو دبا بھی نہ سکتے تھے۔ انہوں نے حضرت اقدسؑ کو خط لکھا کہ حضور اس جگہ فاضلکا میں آن کر مل جاویں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا کہ آپ آ کر مجھے یہاں مل جائیں)۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ مَیں حضور کی زیارت کروں۔ پھر اسی مضمون کا ایک تار بھی دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں جو خط لکھا اس سے اس فطرت کا اظہار نمایاں طور پر ہو جاتا ہے جو آپ میں رقت قلبی کی تھی۔ آپؑ مرزا ایوب بیگ صاحب کو خط میں لکھتے ہیں کہ:

مجبی، عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب، ومجبی عزیز مرزا یعقوب بیگ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس وقت جو مَیں دردسر اور موسمی تپ سے یکدفعہ سخت بیمار ہو گیا ہوں، مجھ کو تار ملی جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دعا میں مشغول ہوں اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہ ہونا چاہئے۔ مَیں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا لیکن مَیں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دِل جلد صدمہ قبول کرتا ہے۔ یہی چاہتا ہوں کہ تندرستی اور صحت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے اب مَیں اس سے زیادہ کوشش کروں گا۔ مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں، نہ دُور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے مَیں اس درد کو بیان کروں۔ خدا کی رحمت سے ہرگز ناامید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے۔ اس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دُور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرست جلدتر دیکھوں۔ اس علالت کے وقت جو تار مجھ کو ملی میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے چلی جاتی ہے (یعنی اتنی پریشانی کی حالت ہوگئی ہے کہ قلم بھی نہیں پکڑی جا رہی) میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بے قرار ہیں۔ (حضرت اماں جانؓ کے بارے میں لکھا) اس وقت مَیں ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں اور ایک عارضہ حلق میں ہو گیا ہے۔ مشکل سے اندر کچھ جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑے ہوئے ہیں اور مَیں اوپر کے دالان میں ہوں۔ میری حالت تحریر کے لائق نہ تھی لیکن تار کے دردانگیز اثر نے مجھے اس وقت اٹھا کر بٹھا دیا۔ آپ کا اس میں کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھ کو اطلاع دیں۔ معلوم نہیں کہ جو مَیں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی وہ پہنچی یا نہیں، ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی۔ اور مالش معلوم نہیں ہر روز ہوتی ہے یا نہیں"۔ (تو یہ ساری تسلی دی) آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلّی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا.... ہر روز دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دستوں کی وجہ یہ ہے کہ کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 187-188)

تو بیماری کی وجہ سے خود جا نہیں سکتے تھے۔ بیماری میں انسان ویسے بھی زیادہ رقیق القلب ہو جاتا ہے۔ اپنی اس حالت میں کسی کو بیمار دیکھنا اور بیمار بھی وہ جو آپؑ کو بہت عزیز تھا، آپؑ کو برداشت نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اس حالت میں بھی اپنے عزیز مریض کے لئے دعا کی انتہا کر دی۔ اور فرمایا کہ مجھے روزانہ اس کی صحت کی اطلاع بھی دیا کرو۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں کہ:

"جہاں آپؑ کی عادت میں یہ تھا کہ آپ سائل کو کبھی ردّ نہ کرتے تھے۔ یہ امر بھی آپؑ کے معمولات میں تھا کہ بعض لوگوں کی ضرورتوں کا احساس کر کے قبل اس کے کہ وہ کوئی سوال کریں، ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ 28/ اکتوبر 1904ء کی صبح کو قبل نماز فجر آپؑ نے کچھ روپیہ جس کی تعداد 8 یا 10 ہوگی ایک مخلص مہاجر کو یہ کہہ کر دیئے کہ "موسم سرما ہے آپ کو کپڑوں کی ضرورت ہوگی"۔ اس مہاجر کی طرف سے کوئی سوال نہ تھا۔ خود حضور علیہ السلام نے اس کی ضرورت محسوس کر کے یہ رقم عطا کی۔ لکھتے ہیں کہ یہ ایک واقعہ نہیں متعدد مرتبہ ایسا ہوتا اور مخفی طور پر آپ عموماً حاجتمند لوگوں سے سلوک کرتے رہتے۔ اور اس میں کسی دوست، دشمن، ہندو یا مسلمان کا امتیاز نہ تھا"۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 298-299)

تو یہ ہے اس رحمٰن خدا کی صفت جو اِس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق نے اس رحمۃ للعالمین کی اتباع میں اپنے پر جاری فرمائی اور نمونے دکھائے کہ بن مانگے بھی دیتے ہیں۔

پھر اسی طرح ایک اور واقعہ ہے۔ عرفانی صاحب ہی لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت میں یہ امر بھی داخل تھا کہ بعض اوقات وہ کسی کی حاجت یا ضرورت کا احساس کر کے اس کے سوال یا اظہار کے منتظر نہ رہتے تھے بلکہ خود بخود ہی پیش کر دیا کرتے تھے۔ لکھتے ہیں کہ مکرمی شیخ فتح محمد صاحب پنشنر انسپکٹر ریاست کشمیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرصہ دراز سے آنے والے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں جب کبھی حضرت کی خدمت میں آتا تو ہمیشہ میرا کرایہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوتے تھے۔ مگر مجھے چونکہ ضرورت نہ ہوتی تھی مَیں نے کبھی نہیں لیا۔ ملنے آتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرایہ دیا کرتے تھے لیکن کہتے ہیں کہ مَیں لیتا تو نہیں تھا۔ لیکن حضرت کی روح سخاوت اس قدر عظیم الشان تھی کہ آپ بغیر استفسار ہمیشہ پیش کر دیتے اور یہ میرے ساتھ معاملہ نہ تھا بلکہ اکثروں کو دیتے رہتے تھے۔ شام اور عرب سے بھی بعض لوگ آتے اور آپؑ ان کو بعض اوقات بیش قرار رقوم زادِراہ کے طور پر دیتے۔ کیونکہ حضورؑ جانتے تھے کہ وہ دور دراز سے آئے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 319) صرف قریب سے آنے والوں کے لئے نہیں۔

پھر عرفانیؓ صاحب لکھتے ہیں۔ آپؑ کی عام عادت تھی کہ جو کچھ کسی کو دیتے تھے وہ کسی نمائش کے لئے نہ ہوتا تھا بلکہ محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور شفقت علی خلق اللہ کے نکتہ خیال سے اور اس لئے آپ عام طور پر نہایت مخفی طریقوں سے عطا فرماتے تھے اور کبھی دوسروں کو تحریک کرنے کے لئے اور عملی سبق دینے کے واسطے اعلانیہ بھی کرتے تھے، خدا تعالیٰ کا حکم دونوں طرح ہے۔ تو مخفی طور پر عطا کرنے میں آپؑ کا ایک طریق یہ بھی تھا کہ بعض اوقات ایسے طور پر دیتے تھے کہ خود لینے والے کو بھی بمشکل علم ہوتا تھا۔

کہتے ہیں اس واقعہ کے سلسلہ میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ منشی محمد نصیب صاحب ایک یتیم کی حیثیت سے قادیان آئے تھے۔ حضرت اقدسؑ کے رحم وکرم سے انہوں نے قادیان میں رہ کر تعلیم پائی۔ ان کے اخراجات اور ضروریات کا سارا بار سلسلہ پر تھا۔ جب وہ جوان ہو گئے اور انہوں نے شادی کر لی۔ وہ لاہور کے ایک اخبار کے دفتر میں محرر ہوئے۔ پھر دفتر بدر قادیان میں آ کر 12 روپے ماہوار پر ملازم ہوئے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو جب اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا بیٹا نصیر احمد عطا فرمایا (جو کچھ عرصے بعد فوت ہو گئے تھے) تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مرحوم نصیر احمد کے لئے ایک انّا کی ضرورت پیش آئی (ایسی عورت جو دائی کے طور پر رکھی جاتی تھی) تو کہتے ہیں کہ مَیں نے شیخ محمد نصیب صاحب کو تحریک کی کہ ایسے موقع پر تم اپنی بیوی کی خدمات پیش کر دو۔ ہم خرما و ہم ثواب کا موقع ہے۔ (یعنی کھانا پینا اکٹھا ہو جائے گا اور ایک ہی گھر میں رہو گے۔) میرے مشورے کو شیخ صاحب نے قدر و عزت کی نظر سے دیکھا۔ اور ان کو یہ موقع مل گیا اور ان کی بیوی صاحبزادہ نصیر احمد صاحب کو دُودھ پلانے پر مامور ہو گئیں۔ تو اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باتوں باتوں میں ہی دریافت فرمایا کہ شیخ محمد نصیب کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟ جب آپؑ کو معلوم ہوا کہ صرف 12 روپے ملتے ہیں تو آپؑ نے محسوس فرمایا کہ اس قدر قلیل تنخواہ میں شاید گزارا نہ ہوتا ہو۔ حالانکہ اس زمانے میں وہ بہت تھی۔ لکھتے ہیں کہ ارزانی کے ایام تھے بڑا سستا زمانہ تھا۔ لیکن حضرت اقدسؑ کو یہ احساس ہوا اور آپؑ نے ایک روز گزرتے گزرتے ان کے کمرے میں 20-25 روپے کی ایک پوٹلی پھینک دی۔ شیخ صاحب کو خیال گزرا کہ معلوم نہیں یہ روپیہ کہاں سے آیا ہے، کیسا ہے؟ آخر انہوں نے بڑی کوشش کی، تحقیق کی تو پتہ لگا کہ حضرت اقدسؑ نے ان کی تنگی کا احساس کر کے اس طرح وہاں رکھ دیا تھا تاکہ تکلیف نہ ہو اور آرام سے گزارا کر لیں۔ تو عرفانی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کو تو ضرورت نہیں تھی، اس روپیہ سے شاید بیوی نے زیور بنا لیا۔ کیونکہ کھانے پینے کی جو ضروریات تھیں وہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دسترخوان سے ہی دودھ پلانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی تھیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 304-306)

پھر عرفانی صاحب لکھتے ہیں۔ قادیان میں نہال سنگھ نامی ایک بانگرو جٹ رہتا تھا۔ اپنے ایام جوانی

میں وہ کسی فوج میں ملازم تھا اور پنشن پاتا تھا۔ اس کا گھر جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے دیوان خانے سے دیوار بہ دیوار تھا، ساتھ جڑا ہوا تھا۔ یہ سلسلے کا بہت بڑا دشمن تھا اور جماعت کا دشمن بھی تھا اور اس کی تحریک سے حضرت حکیم الامّت اور بعض دوسرے احمدیوں پر بہت خطرناک جھوٹا مقدمہ دائر ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور بعض دوسرے لوگوں پر بھی اس نے جھوٹا مقدمہ درج کرایا ہوا تھا۔ اور ہمیشہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر احمدیوں کو تنگ کیا کرتا تھا۔ اور گالیاں دیتے رہنا تو اس کا معمول تھا۔ عین ان ایّام میں جبکہ مقدمات دائر تھے اس کے بھتیجے سنتا سنگھ کی بیوی کے لئے مُشک کی ضرورت پڑی۔ وہ بیمار ہو گئی اور کسی دوسری جگہ سے یہ ملتی نہیں تھی بلکہ یہ بہت قیمتی چیز تھی۔ مشک ویسے ہی بہت قیمتی ہوتی ہے اور مل بھی نہیں رہی تھی۔ اور وہ اس حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر گیا اور مشک کا سوال کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے پکارنے پر فوراً ہی تشریف لے آئے اور اسے ذرا بھی انتظار میں نہ رکھا۔ اس کا سوال سنتے ہی فوراً اندر تشریف لے گئے اور کہہ گئے ٹھہر و ابھی لاتا ہوں۔ چنانچہ آپؑ نے کوئی نصف تولہ کے قریب جتنی دوائی کے لئے ضرورت تھی مشک لا کر اس کے حوالے کر دی۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ306)

تو یہاں دیکھیں قطع نظر اس کے کہ جس کو ضرورت ہے وہ کون ہے۔ دشمنی کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ ایک مریضہ کی جان بچانے کے لئے ایک دوائی کی ضرورت ہے تو فوراً جذبہ رحم کے تحت دوائی لا کر اس کو دے دی۔ یہاں بدلے لینے کا یا مقدمے ختم کرانے کا سوال نہیں اٹھایا۔

پھر حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ حافظ نور احمد صاحب سوداگرؓ پشمینہ لودھیانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور مخلص خدام میں سے ہیں۔ ان کو اپنے تجارتی کاروبار میں ایک بار سخت خسارہ ہو گیا اور کاروبار تقریباً بند ہی ہو گیا۔ انہوں نے چاہا کہ وہ کسی طرح کسی دوسری جگہ چلے جاویں اور کوئی اور کاروبار کریں تا کہ اپنی مالی حالت کی اصلاح کے قابل ہو سکیں۔ وہ اس وقت کے گئے ہوئے گویا اب واپس آ سکے ہیں۔ جس زمانے میں گئے تھے جب یہ لکھ رہے ہیں کہتے ہیں اب آئے ہیں بڑے سالوں بعد۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں برابر خط و کتابت رکھتے تھے اور سلسلے کی مالی خدمت اپنی طاقت اور توفیق سے بڑھ کر کرتے رہے۔ جب عرفانی صاحبؓ نے یہ لکھا ان دنوں قادیان میں مقیم تھے۔ وہ کہتے ہیں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داد و دہش اور جود و سخا کے متعلق میں تو ایک ہی بات کہتا ہوں کہ آپؑ تھوڑا دینا جانتے ہی نہ تھے۔ اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مَیں نے جب اس سفر کا ارادہ کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ روپیہ مانگا۔ حضور ایک صندوقچی جس میں روپیہ رکھا کرتے تھے اٹھا کر لے آئے اور میرے سامنے صندوقچی رکھ دی کہ جتنا چاہو لے لو اور حضور کو اس بات سے بہت خوشی تھی۔ مَیں نے اپنی ضرورت کے موافق لے لیا۔ جتنی ضرورت تھی اس صندوق میں سے نکال کے اتنا لے لیا گو کہ حضور یہی فرماتے رہے کہ سارا ہی لے لو۔

حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب لکھتے ہیں کہ بعض وقت دوائیاں لینے کے لئے گنوار عورتیں زور زور سے دروازے پر دستک دیتی تھیں۔ اور سادہ اور گنواری زبان میں کہتی تھیں کہ مِرز اجی ذرا بُوا کھولو۔ حضور اس طرح اٹھتے جس طرح مطاعِ ذیشان کا حکم آیا ہے، یعنی بڑا کوئی حاکم باہر کھڑا ہے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ فوراً اٹھ کر دروازہ کھولتے اور بڑی کشادہ پیشانی سے بڑی خوشدلی سے باتیں کرتے اور دوائی بتاتے۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنے والے ہوتے ہیں۔ ویسے ابھی تک یہ حال ہے۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے۔ گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔ آئی دوائی لینے اور ساتھ قصے شروع کر دیئے اور آپؑ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔ زبان سے یا اشارے سے اس کو کہتے نہیں کہ بس جاؤ، دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے، ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وہ خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی۔

ایک دفعہ بہت سی گنوار عورتیں اپنے بچوں کو دکھانے لے کر آئیں، اتنے میں اندر سے بھی چند خدمتگار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آ نکلیں اور آپؑ کو دینی ضرورت کے لئے بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ مَیں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کمر بستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے یورپین اپنی دنیاوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں۔ کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا۔ اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد مَیں نے عرض کیا کہ حضور یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں کوئی ہسپتال نہیں، میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ اب تین گھنٹے ان عورتوں کے لئے ضائع ہو گئے اور اس وقت ایک کتاب لکھ رہے تھے اور بڑی جلدی لکھنی تھی۔ اس کے باوجود اس کام کو چھوڑ دیا اور ان کی خدمت میں لگے رہے۔ فرماتے ہیں یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔ مَیں نے بچوں کا ذکر کیا ہے۔ عام خدمتگار عورتوں کی نسبت بھی آپؑ کا یہی رویہ ہے۔ کئی کئی دفعہ ایک آتی ہے اور مطلوبہ چیز مانگتی ہے اور پھر پھر اس چیز کو مانگتی ہے۔ ایک دفعہ بھی آپ نہیں فرماتے کہ کمبخت کیوں دِق کرتی ہے جو کچھ لینا ہے ایک ہی دفعہ کیوں نہیں لے لیتی۔ بارہا مَیں نے دیکھا کہ اپنے اور دوسرے بچے آپ کی چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپ کو مضطر کر کے پائنتی پر بٹھا دیا ہے اور آپ بچپنے کی بولی میں مینڈک کوّے اور چڑیا کی کہانیاں سنا رہے ہیں اور گھنٹوں سنائے جا رہے ہیں اور حضرت ہیں کہ بڑے مزے سے سنے جا رہے ہیں۔ گویا بچے کہانیاں اپنی اپنی زبان میں سنا رہے ہیں اور حضرت سن رہے ہیں۔ گویا کہ مثنوی مُلّائے روم کوئی سنا رہا ہے۔ حضرت بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ بچے کیسے ہی بسوریں، شوخی کریں، سوال میں تنگ کریں، بے جا سوال کریں اور ایک موہوم اور غیر موجود شے کے لئے حد سے زیادہ اصرار کریں آپؑ نہ تو کبھی مارتے ہیں، نہ جھڑکتے ہیں اور نہ کوئی خفگی کا نشان ظاہر کرتے ہیں۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ صفحہ34-35)

مَیں پہلے بھی ایک دفعہ کہہ چکا ہوں۔ دوائیوں کا جہاں ذکر آیا تھا کہ ہمارے ڈاکٹروں کو یہ اسوہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ان کا تو کام ہی مریضوں کو دیکھنا ہے، اور تو کوئی کام ہی نہیں ہے کہ وہ کام چھوڑ کر یہ کام کر رہے ہوں۔ ان کو ہمیشہ مریضوں کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے اور خوش اخلاقی سے پیش آنا ایک ڈاکٹر کے لئے بہت ضروری ہے اور خاص طور پر واقفین زندگی ڈاکٹروں کے لئے کیونکہ آدھی بیماری مریض کی، مریض سے آرام سے بات کرنے سے دور ہو جاتی ہے۔ تو اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ آپ کی ہمدردی اور رحمت کے جذبے سے فائدہ بھی بہت اٹھاتے تھے۔ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک منشی غلام محمد امرتسری اچھے کاتب تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء میں منشی امام الدین صاحب امرتسری سے کام لیا کرتے تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کی پہلی تین جلدیں، شحنہ حق اور سرمہ چشم آریہ وغیرہ اسی کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور آئینہ کمالات اسلام کا ایک بڑا حصہ بھی اسی نے لکھا ہے۔ مگر پھر آپ منشی غلام محمد صاحب سے کام لینے لگے۔ کہتے ہیں منشی غلام محمد صاحب بھی عجیب نخرے کیا کرتے تھے۔ مختلف طریقوں سے اپنی مقررہ تنخواہ سے زیادہ وصول کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان باتوں کو سمجھتے تھے مگر ہنس کر خاموش رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مسجد میں ظہر کی نماز کے لئے تشریف لائے اور حضرت مسیح موعودؑ نماز کے بعد بیٹھ گئے۔ آپؑ کا معمول یہی تھا کہ عام طور پر فرض پڑھ کر تشریف لے جاتے تھے مگر کبھی بیٹھ بھی جایا کرتے تھے۔ آپ نے ہنس اور خوب ہنس کر فرمایا کہ آج عجیب واقعہ ہوا ہے۔ مَیں لکھ رہا تھا تو منشی غلام محمد صاحب کا بیٹا روتا اور چلاّتا ہوا بھاگا آیا اور پیچھے پیچھے منشی صاحب بھی جوتا ہاتھ میں لئے شور مچاتے ہوئے آئے کہ باہر نکلو مَیں تمہیں مار ڈالوں گا اور جان سے مار دوں گا اور یہ کر دوں گا۔ حضرت اقدسؑ یہ شور سن کر باہر نکلے، منشی صاحب سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ منشی صاحب یہی کہتے جاتے تھے کہ نہیں آج مَیں نے اس کو مار دینا ہے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا۔ بتاؤ تو سہی بات کیا ہوئی ہے۔ تو اس نے کہا مَیں نے اس کو نیا جوتا لے کے دیا تھا وہ اس نے گم کر دیا ہے۔ تو حضورؑ نے ہنس کے فرمایا منشی صاحب اس پہ اتنا شور مچانے کی کیا ضرورت ہے۔ جوتا مَیں خرید دوں گا۔ اصل میں تو پتہ نہیں نیا جوتا لیا تھا کہ نہیں لیکن بچے کو نیا جوتا دلوانا تھا اس لئے اتنا شور مچایا تھا۔

لکھتے ہیں کہ ان کا بھی عجیب حال تھا تنخواہ کے علاوہ بھی خوراک وغیرہ کا خرچ بھی آپ دیتے، کھانا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر سے ہی کھاتے۔ پھر کپڑے اور سردی کے موسم میں بستر اور گرم کوٹ وغیرہ سب کچھ لیتے تھے۔ اس کے باوجود باتوں باتوں میں اس طرح کی باتیں کر کے زائد بھی لے لیا کرتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔ اور نہ اس کو علیحدہ کیا بلکہ ناز برداریاں ان کی برداشت کرتے رہے اور کام دیتے رہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ353-354)

حضرت مرزا بشیرؓ احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب فقیر محمد صاحب بڑھئی تھے، انہوں نے بذریعہ تحریر مجھے بیان دیا کہ ہمارا زمینداری کا کام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زمینوں پہ مزارع تھے۔ ایک دفعہ بارش بہت کم ہوئی، فصل خراب ہو گئی۔ دانے کھانے کے واسطے بھی بہت کم تھے۔ ادھر حضرت صاحب کے مختار حامد علی صاحب معاملہ لینے کے لئے آ گئے۔ سب آدمیوں نے مل کر عرض کی کہ دانے بہت کم ہیں معاملے کے واسطے اگر بیج دیئے جائیں تو ہمارا کیا حال ہو گا۔ حامد علی صاحب نے حضرت صاحب کی خدمت میں جا کر اسی طرح کہہ دیا۔ آپؑ نے فرمایا اچھا اگلے سال معاملہ لے لینا۔ اس وقت رحم کرو۔ چنانچہ اگلے سال اس قدر فصل ہوئی کہ دونوں معاملے ادا ہو گئے۔ آپ غرباء پر بہت رحم فرمایا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد چہارم غیر مطبوعہ روایت نمبر 1311)

پس احمدی زمینداروں کو یہ یاد رکھنا چاہئے جس طرح کہ مَیں نے وقف جدید کے نئے سال کا جب

اعلان کیا تو سندھ کے زمینداروں کو خاص طور پر خطبے میں کہا تھا کہ تھر کے جو غریب لوگ آتے ہیں ان کے لئے جذبہ رحم دل میں پیدا کریں۔ ایک تو ان کو مزدوری پوری دیا کریں اور جس حد تک بہتر سلوک ان سے ہو سکتا ہے کرنا چاہئے۔ یہ بھی اس علاقے میں تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

پھر صرف انسان ہی نہیں باقی مخلوق کے لئے بھی جذبہ رحم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی سب صفات کو اختیار کرنے کا سب سے بہترین نمونہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قائم ہوا وہ آپؑ میں تھا۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میاں یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ192)

تو جہاں آپؑ نے اس چڑیا پر رحم فرمایا وہاں بچوں کو بھی نصیحت فرما دی کہ اگر اپنے ایمانوں کو قائم رکھنا ہے تو دل میں جذبہ رحم بھی پیدا کرو۔

پھر حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کشمیر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ان کو خط میں لکھا کہ ایک دفعہ بہت موٹا کتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں گھس آیا۔ اور ہم بچوں نے اسے دروازہ بند کر کے مارنا چاہا۔ لیکن جب کتّے نے شور مچایا تو حضرت صاحب کو بھی پتہ لگ گیا اور آپؑ ہم پر ناراض ہوئے چنانچہ ہم نے دروازہ کھول کر کتے کو چھوڑ دیا۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ28-29روایت نمبر 341)

کسی جانور پر بھی ظلم برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ یہ ایک عجیب واقعہ ہے دیکھیں ایک غریب کے لئے جذبہ رحم اور ہمدردی کے تحت اللہ تعالیٰ کے حضور بخشش اور رحم کے لئے دعا کرنا۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان کرتے ہیں کہ 18-20 برس کا ایک شخص نوجوان تھا۔ وہ بیمار ہوا اور اس کو آپ کے حضور کسی گاؤں سے اس کے رشتہ دار لے آئے اور وہ قادیان میں آپ کی خدمت میں آیا چند روز بیمار رہ کر وفات پا گیا۔ صرف اس کی ضعیفہ والدہ ساتھ تھیں۔ حضرت اقدسؑ نے حسب عادت شریفہ اس مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض کو باعث لمبی لمبی دعاؤں کے نماز میں دیر لگنے کے چکر بھی آ گیا اور بعض گھبرا اٹھے۔ اتنی لمبی نماز جنازہ اس کی پڑھائی کہ جو پیچھے نماز پڑھ رہے تھے ان کو چکر آنے لگ گئے۔ بعد سلام کے فرمایا (سلام جب پھر گیا جنازہ جب ختم ہوا) کہ وہ شخص جس کے جنازہ کی ہم نے اس وقت نماز پڑھی اس کے لئے ہم نے اتنی دعائیں کی ہیں اور ہم نے دعاؤں میں بس نہیں کی جب تک اس کو بہشت میں داخل کرا کے چلتا پھرتا نہ دیکھ لیا۔ تو یہ شخص بخشا گیا اور اس کو دفن کر دیا۔ رات کو اس لڑکے کی والدہ جو بہت بوڑھی تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں بڑے آرام سے ٹہل رہا ہے۔ اور اس نے کہا کہ حضرت کی دعا سے اللہ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور جنت میرا ٹھکانہ کیا۔

(تذکرۃ المہدی از پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ حصہ اوّل صفحہ80)

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے اور حق کو پہچاننے اور ان کو عذاب سے بچانے کے لئے آپ کا جذبہ ہمدردی اور رحم بھی سب کچھ بڑھا ہوا تھا۔ اس بارے میں یہاں ایک مثال سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مخدوم الملت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ بیت الدعا کے اوپر میرا حجرہ تھا۔ اور مَیں اس کو بطرز بیت الدعا استعمال کیا کرتا تھا۔ اس میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت دعا میں گریہ وزاری کو سنتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی حجرہ تھا۔ کہتے ہیں کہ جب حضور وہاں دعا کیا کرتے تھے نماز پڑھا کرتے تھے تو مَیں حضور کی گریہ وزاری کو سنتا تھا۔ آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔ وہ فرماتے تھے کہ مَیں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے بچنے کے لئے دعا کرتے تھے (ان دنوں میں طاعون کے دن تھے) کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔

یہ خلاصہ اور مضمون حضرت مخدوم الملّت کی روایت کا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ طاعون کا عذاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب اور انکار ہی کے باعث آیا۔ مگر آپ مخلوق کی ہدایت اور ہمدردی کے لئے اس قدر حریص تھے کہ اس عذاب کے اٹھائے جانے کے لئے باوجودیکہ دشمنوں اور مخالفوں کی ایک جماعت موجود تھی رات کی سنسان اور تاریک گہرائیوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے ایسے وقت جبکہ مخلوق اپنے آرام میں سوتی تھی یہ جاگتے تھے اور روتے تھے۔ القصہ آپ کی ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ اپنے رنگ میں بے نظیر تھی۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ428-429)

تو یہ ہے ہمدردی مخلوق اور اس کے لئے رحم کی حالت طاری کرنا۔ اللہ تعالیٰ نشان دکھا رہا ہے تا کہ آپ کی سچائی کو ثابت کرے اور آپؑ فرما رہے ہیں کہ ان کو عذاب سے بچا لے اور سچائی کی پہچان ان کے دلوں میں ڈال دے۔ تو یہ ہے اپنے آقا کے نمونے پر عمل، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں نے زخمی کیا، تو جب پہاڑ کے فرشتوں نے کہا کہ ہم پہاڑ گرا دیں تو آپ نے فرمایا نہیں، انہی میں سے عبادت گزار لوگ پیدا ہوں گے۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا بھی کی۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی روحانی حالت سدھارنے کے لئے کس قدر رحم اور ہمدردی کا جذبہ آپ میں تھا، اس کا اظہار آپ کے اس اقتباس سے بھی ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ’’اللہ جلّشانہٗ خوب جانتا ہے کہ مَیں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں۔ نہ مفتری ہوں، نہ دجّال، نہ کذّاب۔ اس زمانہ میں کذّاب اور دجّال اور مفتری پہلے اس سے کچھ تھوڑے نہیں تھے تا خدا تعالیٰ صدی کے سر پر بھی بجائے ایک مجدّد کے جو اس کی طرف سے مبعوث ہوا ایک دجّال کو قائم کر کے اور بھی فتنہ اور فساد ڈال دیتا۔ مگر جو لوگ سچائی کو نہ سمجھیں اور حقیقت کو دریافت نہ کریں اور تکفیر کی طرف دوڑیں مَیں ان کا کیا علاج کروں۔ مَیں اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے‘‘ ایسا تیمار دار، مریض کی تیمارداری کرنے والا جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے ’’اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گین ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا، اے ہادی اور رہنما! ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں خطا نہیں جائیں گی۔ کیونکہ مَیں اُس کی طرف سے ہوں اور اُس کی طرف بلاتا ہوں۔ یہ سچ ہے کہ اگر مَیں اُس کی طرف سے نہیں ہوں اور ایک مفتری ہوں تو وہ بڑے عذاب سے مجھ کو ہلاک کرے گا کیونکہ وہ مفتری کو کبھی وہ عزت نہیں دیتا کہ جو صادق کو دی جاتی ہے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5صفحہ 324۔مطبوعہ لندن)

اپنے شعر میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو راہ راست پر لانے اور عذاب سے بچانے کے لئے آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’اکثر دلوں پر حُبّ دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے۔ خدا اس گرد کو اٹھاوے، خدا اس ظلمت کو دور کرے، دنیا بہت ہی بے وفا اور انسان بہت ہی بے بنیاد ہے۔ مگر غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کو اصلیت کے سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔ خداوند کریم سے یہی تمنا ہے کہ اپنے عاجز بندوں کی کامل طور پر دستگیری کرے اور جیسے انہوں نے اپنے گزشتہ زمانے میں طرح طرح کے زخم اٹھائے ہیں ویسا ہی ان کو مرہم عطا فرماوے اور ان کو ذلیل و رسوا کرے جنہوں نے نور کو تاریکی اور تاریکی کو نور سمجھ لیا ہے۔ اور جن کی شوخی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور نیز ان لوگوں کو بھی نادم اور منفعل کرے (شرمندہ کرے) جنہوں نے حضرت احدیت کی توجہ کو جو عین اپنے وقت پر ہوئی غنیمت نہیں سمجھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا) اور اس کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں جو نور محمدیؐ اس زمانے کے اندھوں پر ظاہر ہو اور الٰہی طاقتیں عجائبات دکھلاویں‘‘۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ 4-5مکتوب نمبر 4 بنام میر عباس علی صاحب محررہ 9؍فروری1883ء)

عام مخلوق کے لئے آپؑ کا جذبہ ہمدردی انتہائی بڑھا ہوا تھا لیکن جو لوگ آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے ہوں، جو لوگ روشنی دیکھ کر اسے تاریکی کہیں، جو علم رکھتے ہوئے جاہلوں کی طرح ضد کریں اور عوام الناس کو بھی اندھیروں میں لے جا رہے ہوں، ان کے لئے تو دعا نہیں نکلتی۔ اعلیٰ کے لئے ادنیٰ کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ تو یہ بھی جذبہ رحم اور ہمدردی کی وجہ سے تھا کہ جو آپ نے ان کے لئے بددعا کی۔ بے شک آپ نے یہ بددعا تو کی لیکن یہ حد سے بڑھے ہوؤں کے لئے بددعا تھی۔ اور یہ دعا مخلوق کی اکثریت سے ہمدردی کے جذبے کی وجہ سے تھی، ان پر رحم کھاتے ہوئے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً آپؑ کی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دیا ہے۔ سعید روحیں روز ہم دیکھتے ہیں سلسلے میں داخل ہوتی ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے اور نور محمدیؐ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پھیل رہا ہے۔ آج ہم مسیح محمدیؐ کے غلاموں کا بھی کام ہے کہ آپ کی دعاؤں میں شامل کریں اور آپؑ کی دعاؤں سے بھی حصہ لیں۔ آپؑ کی تعلیم کو اپنے عملوں پر لاگو کرتے ہوئے مخلوق خدا سے جذبہ ہمدردی کے تحت اس پیغام کو بھی لوگوں تک پہنچائیں اور اپنی دعاؤں کو اپنی استعدادوں کے مطابق زیادہ سے زیادہ کریں تا کہ جس نور محمدؐ کو پھیلانے کے لئے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے، اس میں ہم بھی نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگاتے ہوئے شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

مسیح آسمان سے مہدی غار سے

(مقصود احمد علوی ۔ جرمنی)

یہ دونوں باتیں ایسی ہی انہونی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنا شریک پیدا کرنا، اُسکی بیوی اور اولاد ہونا، اُس کا کسی چیز کی مانند ہونا، فرشتوں کا انسانوں کی طرح زمین پر آ بسنا، اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا یا بے انصافی اور ظلم وغیرہ کرنا، نبیوں کا منکرین کے مقابلے میں ناکام ہونا، کسی نفس کا موت سے بچے رہنا، مُردوں کا زندہ ہوکر دوبارہ دُنیا میں آجانا، کسی نبی کا آسمان پر چڑھ جانا اور لکھی لکھائی کتاب لے کر واپس آنا، ایک جنس کا کسی دوسری جنس سے جوڑا ہونا یا ایک چوہیا کا ہاتھی کو جنم دینا اور نَر کا حاملہ ہوکر بچہ جننا وغیرہ کیونکہ یہ سب امور قرآنِ پاک میں بیان فرمودہ صفاتِ حسنہ الٰہیہ، اُس کی جاری اور دائمی سنّت اور قوانین کے خلاف ہیں۔

تاریخِ مذاہبِ عالَم سے ثابت ہے کہ زمانۂ نبوت کے بعد آہستہ آہستہ عقائد میں بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے حتّٰی کہ ایک وقت آتا ہے کہ لوگ اصل تعلیم سے کوسوں دور چلے جاتے ہیں۔ آج تقریباً ہر مذہب کا یہی حال ہو چکا ہے۔ مثال کے طور پر آج کی عیسائیت کے سب عقیدے سنت اللہ، سنتِ انبیاء، قانونِ فطرت اور عقل کے خلاف ہیں جیسا کہ خدا کا ایک بھی ہونا اور تین بھی، خدا کا تجسم اختیار کرنے کیلئے ایک عورت کے بطن سے پیدا ہونا، حضرت عیسیٰؑ کا خدا کا بیٹا ہونا، حضرت آدمؑ کے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھانے کی پاداش میں تمام نوعِ انسانی بشمول انبیاء کا گناہگار ہونا سوائے حضرت مسیحؑ کے، حضرت مسیحؑ کا تمام گناہگاروں کے عوض صلیب پر اپنی جان دے کر لعنتی ہونا اور تین دن جہنم میں رہنا، آپؑ کا زندہ ہوکر آسمان پر خدا کے دائیں طرف جا بیٹھنا اور پھر کسی وقت زمین پر واپس آنا وغیرہ۔

اس قسم کے عقائد عیسائیت سے ہی خاص نہیں مسلمان بھی اپنی بدعقیدگیوں، توہم پرستیوں اور دیومالائی قسم کے افسانوں پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ اِن کے ایسے عقیدوں کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ مولانا حالیؔ نے اس صورتِ حال کا کچھ نقشہ اپنی مسدس میں کھینچا ہوا ہے۔ لکھتے ہیں:

کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رُتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید سے کچھ خلل اس سے آئے
نہ اِسلام بگڑے نہ ایمان جائے

قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے صراطِ مستقیم پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہونے کا ذکر ہے۔ اسی طرح رحمان خدا کے بندوں کی ایک صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ کے کلام کی اندھوں بہروں کی طرح پیروی نہیں کرتے بلکہ اُس میں غور اور تدبر سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف: 109) وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (الفرقان: 74) ترجمہ: تو کہہ دے کہ یہ میرا راستہ ہے۔ مَیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ مَیں بصیرت پر ہوں اور وہ بھی جس نے میری پیروی کی۔ اور وہ لوگ کہ جب اُنہیں رب کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو اُن پر وہ بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے۔

حضرت مُصلح موعودؓ سورہ الفرقان کی محولہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”............مگر اِن معنوں کے علاوہ قرآنِ کریم کی اس آیت میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ عبادالرحمٰن کے سامنے جب اُن کے رب کی آیات بیان کی جاتی ہیں تو وہ اُنہیں اندھا دھند نہیں مانتے بلکہ سوچ سمجھ کر اور دلائل کے ساتھ مانتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر اسی حقیقت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (یوسف: 109) یعنی اے ہمارے رسول! اپنے منکروں سے کہہ دو کہ مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے علیٰ وجہ البصیرت بلاتا ہوں اور مَیں اور میرے متبع کسی بے دلیل بات کو نہیں مانتے بلکہ سوچ سمجھ کر اور دلائلِ قطعیہ کی بنا پر جو شک و شبہ سے بالا ہوتے ہیں ایمان لاتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآنِ کریم نے بے دلیل بات ماننے والوں کو بار بار ملزم قرار دیا ہے۔ جیسے سورۂ نجم میں فرماتا ہے: اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ (النجم:24) یعنی یہ تو صرف چند نام ہیں جو تم لوگوں نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہی رکھ لئے ہیں خدا تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ یہ لوگ صرف اپنے اوہام کی یا اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں۔ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنِ کریم دشمنانِ اسلام پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ وہ اُن بے دلیل باتوں کو، جن کیلئے نہ آسمانی شہادت ہوتی ہے نہ عقلی مانتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور وہمی باتوں کے پیچھے چلتے ہیں............“۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 591)

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قرآنِ کریم جن باتوں کو منکرینِ اسلام کی طرف منسوب کرتا ہے آج اُسی قسم کے بے سروپا اور بلا دلیل عقائد خود مسلمانوں نے اختیار کر رکھے ہیں جو سنت اللہ، سنتِ انبیاء، قوانینِ فطرت اور عقلِ انسانی کے خلاف ہیں۔ ایسے ہی متعدد عقائد میں سے یہاں صرف دو کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہیں اللہ تعالیٰ نے آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا [جیسا کہ فرمایا وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ (آل عمران :10)] کو صلیب دینے کیلئے یہودا نامی ایک حواری کی مخبری پر جب یہودی پکڑنے گئے تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے تمام انبیاء کے بارے میں اپنی قدیم سنّت سے ہٹ کر اُنہیں بچانے کی یہ ترکیب کی کہ حضرت عیسیٰؑ کو تو مکان کی چھت پھاڑ کر زندہ آسمان پر اٹھا لے گیا اور مخبری کرنے والے یہودا کو حضرت عیسیٰؑ کی شکل دے دی۔ یہودیوں نے یہودا کو عیسیٰؑ سمجھ کر پکڑ لیا اور صلیب پر لٹکا دیا۔ حضرت عیسیٰؑ اپنے اُسی انسانی جسم کے ساتھ آج تک آسمان میں زندہ موجود ہیں اور کسی وقت دو زرد چادریں زیبِ تن کئے ہوئے اور دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق کے مشرق میں ایک ایسے سفید رنگ کے مینار پر اُتریں گے جس میں سیڑھیاں نہیں ہونگی۔ علماء کو جب اُن کے اُترنے کا علم ہوگا تو وہ سیڑھی لگا کر اُنہیں مینار سے اتاریں گے۔ اُن کی نشانیاں اور کاموں کی جو وہ سرانجام دیں گے بہت سی تفاصیل بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً جب وہ سر نیچے کریں گے تو اُن کے بالوں سے پانی ٹپکے گا اور اوپر اٹھائیں گے تو موتی جھڑیں گے۔ اُن کے منہ کی پھونک سے کافر مَرتے جائیں گے۔ وہ خنزیروں کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور مہدی سے مل کر اسلام کو بزورِ شمشیر دُنیا پر غالب کریں گے اور دجال کو قتل کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ مسلمانوں کے دونوں بڑے گروہوں یعنی سُنّیوں اور شیعوں کی اکثریّت احادیث کے ظاہری الفاظ کے مطابق دو زرد چادروں میں ملبوس اور فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اُن کے آسمان سے ایک سفید مینار پر اُترنے کا انتظار کر رہی ہے۔

دوسری انہونی وہ ہے جو شیعہ حضرات کے گلے کا ہار بن رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس امام مہدی نے حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے اُترنے کے بعد اُن کے ساتھ مِل کر اسلام پھیلانا ہے وہ اُن کے گیارھویں امام حضرت حسن عسکریؒ کے صاحبزادے ہیں جو آج سے تقریباً بارہ سو سال قبل صغر سنی میں پہاڑ کی غار میں غیب ہو گئے تھے۔ اُنہوں نے ہی الامام المہدی کے طور پر ظہور فرمانا ہے اور وہ اُن کے بارھویں امام ہیں۔ اس عقیدے کی تفاصیل حضرت عیسیٰؑ والے عقیدے کی طرح اتنی عجیب وغریب، بے سروپا اور حیران کُن ہیں کہ 'ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہئے'۔

ان امام صاحب کی پیدائش شیعہ کتب میں درج مختلف روایات کے مطابق 254، 255، 256 یا 258 ہجری میں بیان کی جاتی ہے۔ ان کا نامِ گرامی اگرچہ کچھ روایات میں محمد بھی مذکور ہے لیکن شیعہ عقیدہ کے مطابق ان کا اس طرح نام لینا گناہ ہے بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ جو ان کا نام لے وہ لعنتی ہے۔ چنانچہ شیعہ کتب کی اکثر روایات میں ان کا نام ”م ح م د“ لکھا ہوا ملتا ہے۔ پیدائشِ امام کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ ان کی پیدائش نہ تو نطفے سے ہوئی اور نہ ہی نو ماہ شکمِ مادر میں پرورش پانے کے بعد ایک عام بچے کی طرح۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ امام طیّب اور معصوم ہیں اس لئے ان کا پاکیزہ جسم نطفے اور ماں کے ناپاک خونِ حیض سے نہیں بنا۔ لہٰذا حمل بھی نو ماہ تک نہیں ہوا بلکہ چند منٹوں میں حمل کے آثار ظاہر ہوکر اُن پیدائش ہو گئی۔ امام کی نشو ونما بھی عام بچوں کی طرح نہیں ہوئی بلکہ یہ نہایت سرعت کے ساتھ ایسے بڑھے کہ دو سال کی عمر میں بیس سال کے جوان نظر آتے تھے۔ چنانچہ روایات میں مذکور ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؒ کی ہمشیرہ حکیمہ خاتون ایک دن اُن کے گھر آئیں تو آپؒ نے اُنہیں بتایا کہ کل صبح اُن کی نرجس نامی کنیز سے اُن کا ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ کنیز کا نام کئی روایات میں سوسن، ریحانہ، مریم اور صیقل وغیرہ بھی مذکور ہے۔ صیقل کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اُن کا جسم حمل کی وجہ سے نورانی ہو کر چمکنے لگا تھا۔ بہرحال حکیمہ خاتون اندر تشریف لے گئیں۔ کنیز کو دیکھا تو حیران ہوکر پوچھا کہ اسے تو کوئی حمل نہیں بچہ کہاں سے پیدا ہوگا۔ فرمایا بچہ ضرور پیدا ہوگا، تم رات یہیں گزارو صبح خود دیکھ لینا۔ حکیمہ خاتون نے وہ رات اپنے بھائی کے گھر گزاری۔ دوسرے دن دیکھتے ہی دیکھتے اچانک نرجس میں حمل کے آثار ظاہر ہوئے اور چند منٹوں میں بچہ پیدا ہو گیا۔ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ وہ چالیس روز بعد پھر اپنے بھائی حضرت امام حسن عسکریؒ کے گھر گئیں تو بچے کو چلتے پھرتے دیکھ کر عرض کیا کہ صاحبزادے تو دو سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا انبیاء اولیاء کے فرزند جو امام ہوتے ہیں ان کی نشو ونما خلاف عادت ہوتی ہے۔ وہ ایک ماہ میں اتنا بڑھتے ہیں جتنا ایک عام بچہ ایک سال میں اور ہمارے بچے شکمِ مادر میں کلام کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ملائکہ صبح وشام اُن کے پاس آتے ہیں۔ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ وہ ہر چالیس روز کے بعد اُنہیں دیکھتیں، یہاں تک کہ اُن کے والد کے انتقال سے چند روز قبل (یعنی بچے کی پیدائش کے چالیس روز بعد) اُنہیں جوان مرد دیکھ کر پہچان نہ سکیں۔ حضرت امام حسن عسکریؒ سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے جو اُنہیں بیٹھنے کو کہہ رہا ہے۔ فرمایا یہ نرجس کا فرزند ہے، یہ میرے بعد خلیفہ ہے۔ پس کچھ عرصہ بعد یہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہو جائے گا۔

لکھا ہے کہ یہ بارھویں امام ایک روز اپنے والد محترم کے ہمراہ سرداب (تہہ خانہ) میں داخل ہوئے اور پھر واپس نہیں آئے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب یہ غیب ہوئے تو نو سال کے تھے جبکہ بعض دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اُن کی عمر سترہ سال تھی۔ کئی یہ بھی کہتے ہیں کہ غیبت کے وقت وہ چار پانچ سال کے تھے۔ غیب ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک چار افراد اُن

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

کے وکیل کے فرائض سرانجام دیتے رہے یعنی لوگوں اور امام مہدی کے مابین رابطے کا کام کرتے رہے لیکن بعد کو یہ رابطہ ختم ہوگیا۔ شیعہ کتب میں ان وکلاء کے نام عثمان بن سعید، ابو جعفر، ابوالقاسم حسین بن روح اور علی بن محمد سمری لکھے ہیں۔ آخری وکیل کو خود امام کی طرف سے حکم ہوا کہ اب اپنے بعد کسی کو وصی مقرر نہ کرنا اس لئے وقتِ وفات جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد اب کون وکیل ہوگا تو فرمایا کہ اب یہ امر اللہ کے پاس ہے۔ اس کے بعد وہ زمانہ شروع ہوا جسے شیعہ اصطلاح میں غَیبتِ کبریٰ کہا جاتا ہے اور جو آج تک جاری ہے۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ جناب جب پہاڑ موجود، غار موجود اور دعویٰ موجود کہ جناب امام مہدیؑ اِسی غار میں روپوش ہوئے تھے تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا، اندر جا کر اُن کی خدمتِ اقدس میں ہاتھ جوڑ کر پوری قوم عرض کرے کہ حضرت کس وقت کا انتظار ہے، دجالی قوموں نے مار مار کر ہمارا ستیاناس کر دیا ہے۔ آپ کے سامنے عراق جل رہا ہے، نظرِ کرم کیجئے اور اب ظہور فرما بھی لیجئے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ یہ خیال مسئلے کو پوری طرح نہ سمجھنے کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔ غار میں روپوش ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنے مادی جسم کے ساتھ اندر موجود بھی ہیں اور اندر جانے والوں کو نظر آسکتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ غار کے اندر کچھ بھی نہیں بلکہ وہ تو غائب ہیں اور جو غائب ہو وہ نظر نہیں آیا کرتا۔ بعض شیعہ حضرات کا دعویٰ ہے کہ وہ کبھی کبھی اپنی مرضی سے ظہور فرماتے رہتے ہیں اور انہوں نے انہیں مثلاً حج وغیرہ کرتے دیکھا بھی ہے جبکہ دوسرے اس دعوے کو سچ نہیں سمجھتے۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ جو ایسا کہے وہ کذّاب ہے۔ ویسے شیعہ حضرات غار کے دہانے پر اکٹھے ہو ہو کر اُن کے جلد ظہور فرمانے کیلئے التجائیں کرتے رہتے ہیں اور بعض دوسرے کسی اور رنگ میں اپنی درخواستیں اپنے مزعومہ امام مہدی کے حضور پیش کرتے ہیں۔ یہ عقائد شیعہ کتب اکمال الدین واتمام النعمہ اور بحار الانوار سے لئے گئے ہیں جن میں متعدد دیگر مشہور کتب کے حوالوں سے یہ تمام امور تفصیل سے درج ہیں۔

اِن متضاد اور بے بنیاد عقائد پر نہ تو کوئی تبصرہ کرنا مقصود ہے اور نہ ہی ان کی تردید میں دلائل دینے کی اب ضرورت ہے۔ ایک وقت تھا کہ اس قسم کے عقائد کے بارے میں بڑے زور شور سے مناظرے اور مباحثے ہوا کرتے تھے۔ اُن میں سے بعض کی روئداد پڑھ کر انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ علوم مروّجہ کی اندھی تقلید میں تقویٰ سے عاری یہ مولوی لوگ کس طرح خدا اور رسول ﷺ کے کلام کے ظاہری الفاظ پر اڑا کرتے تھے۔ آج اِن مسائل پر کوئی مناظرہ نہیں ہوتا کیونکہ روشنی کے اس دَور میں سچائی پوری طرح کھل کر ہر پہلو سے حجت تمام ہو چکی ہے اور ان کے رد میں دلائل و براہین سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اِس ترقی یافتہ دَور میں کون ان باتوں کو مانتا ہے۔ جہاں تک ان عقائد کے حاملین کا تعلق ہے تو وہ اصل میں ایک قسم کا گلے پڑا ڈھول بجا رہے ہیں ورنہ دل اُن کے بھی نہیں مانتے کہ کوئی آسمان سے اُترے گا یا کسی غار سے ظاہر ہوگا۔ اِن اُلجھے ہوئے علمائے ظواہر نے خود اپنے اور عوام النّاس کے گرد اگرد توہمات اور مشرکانہ خیالات کا ایک جال بن رکھا ہے۔ عوام بے چارے تو کم علم ہونے کے باعث ایک لحاظ سے بے بس ہیں۔ اُنہیں تو عُلَمَائُھُمْ ہی جہالت کی اس قید سے نکلنے نہیں دیتے۔ افسوس، صد ہزار افسوس کہ دینِ فطرت کو یہ بدقسمت لوگ کس طرح خلافِ فطرت بنا کر پیش کرتے ہیں۔

اگر کسی کے دل میں خوفِ خدا ہو تو اتنی معمولی سی بات کا سمجھنا تو کچھ مشکل نہیں کہ ایک انسان کا ہزاروں سالوں تک اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان کی فضاؤں میں زندہ موجود ہونا یا کسی غار میں حالتِ غَیبت میں ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ اسی طرح اولیاء اور آئمہ کی پیدائش اور نشوونما وغیرہ کیلئے سابقہ راستبازوں، انبیاء اور سب سے بڑھ کر نبیوں کے سرتاج ﷺ کے حالات عقلمند انسان کیلئے کافی دلیل ہونے چاہئیں۔ جاہل مُلاؤں اور عوام النّاس کو ہم کیا دوش دیں جبکہ بڑی بڑی ڈگریوں والے بظاہر اعلیٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹر اور علاّمے بھی ان عقیدوں کے باطل ہونے کا اعلان نہیں کر رہے۔ ٹی وی پر بڑی دھواں دھار تقاریر کرتے ہیں، درس دیتے ہیں اور لوگوں کے سوالات کے جوابات بھی دیتے ہیں لیکن اس بڑے چکر سے نہ خود نکلتے ہیں نہ عوام النّاس کو نکلنے دیتے ہیں۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اِن بے بنیاد عقائد کے باطل ہونے کا انہیں دل میں یقین نہیں۔ جانتے ہیں کہ یہ محض لغو عقائد ہیں لیکن حق کے اظہار سے ڈرتے ہیں مبادا اِن کے عوام اِن کا رزق بند نہ کر دیں۔

اصل میں خدا اور اُس کے پاک نبیوں کے کلام کے ظاہری الفاظ کی پیروی کرنے والے یہ لوگ اپنے ہی بنے ہوئے جہالت کے جال میں کچھ اس طرح اُلجھ چکے ہیں کہ اُس سے نکلنے کی کوئی راہ انہیں دکھائی نہیں دیتی۔ اِن فریب خوردہ ''علماء'' کے سامنے ان کی ظاہر پرستی نے ایک سے ایک بڑی روک کھڑی کر رکھی ہے جو قیامت تک دور نہیں ہوگی۔ ان میں سے ایک بڑی سدِّ راہ دجال اور اُس کے ''کھوتے'' (گدھے) کا پیدا ہونا بھی ہے۔ کیونکہ جب تک یہ پیدا نہ ہولیں نہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے مہدیؑ غار سے ظہور فرما سکتے ہیں۔ عقل کے ان دشمنوں کو کون بتائے کہ ان دونوں کا احادیث میں مذکور ظاہری علامات کے مطابق پیدا ہو جانا بھی اُسی طرح کی انہونی ہے جن کا ذکر مضمون کے شروع میں کیا جا چکا ہے۔ کروڑوں سال بھی انتظار کریں نہ تو دجال کی ظاہری نشانیوں والا کوئی انسان پیدا ہوگا اور نہ ہی اُس کا ''کھوتا''۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ایسے لوگ نہ تو خدا اور نبیوں کے کلام کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی واقعاتِ گذشتہ سے سبق لیتے اور عبرت پکڑتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَآ اَوْاٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (الحج:47) ترجمہ: ''پس کیا وہ زمین میں نہیں پھرے تا اُنہیں وہ دل ملتے جن سے وہ عقل سے کام لیتے یا ایسے کان نصیب ہوتے جن سے وہ سُن سکتے۔ پس آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔''

احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دُنیا میں بھیجے۔ ان میں سے کئی نبیوں کے حالات بطور نمونہ بائبل اور قرآنِ پاک میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسے نبی بناتا ہے، وہ کیسے پیدا ہوتا اور پرورش پاتا ہے، کن حالات میں سے وہ گزرتا ہے اور اُس سے، اُس کے ماننے والوں اور منکرین سے اللہ تعالیٰ کا کیسا سلوک ہوتا ہے؟ یہ سب باتیں بوضاحت کتبِ سماوی میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ انہی کو سنّت اللہ اور سنّتِ انبیاء کہتے ہیں جس کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے کہ سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا (بنی اسرائیل:78) ترجمہ: ''یہ سنّت ہمارے اُن رسولوں کے متعلق تھی جو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے اور تو ہماری سنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔''

اسی دائمی سنّت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو کہو کہ میرے نبی ہونے میں کیوں شک میں پڑ رہے ہو۔ مَیں بھی اُسی طرح رسول بنایا گیا ہوں جس طرح مجھ سے پہلے بنائے گئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الأحقاف:10) ترجمہ: ''تو کہہ دے مَیں رسولوں میں سے پہلا تو نہیں ہوں۔'' اگر کوئی فائدہ اٹھانا چاہے تو مسیح اور مہدی کے ظہور کو سمجھنے کیلئے یہ ایک آیت ہی کافی ہے۔

اس آیت کے بارے میں خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''کہہ دو مَیں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ مجھ سے پیشتر ایک دراز سلسلہ انبیاء اور رسل کا گزرا ہے۔ اُن کے حالات دیکھو............آدم سے لے کر اب تک جو رسول آئے ہیں اُن کو پہچانو۔ اُن کی معاشرت، تمدن اور سیاست کیسی تھی اور ان کا انجام کیا ہوا، اُن کی صداقت کے کیا اسباب تھے، اُن کی تعلیم کیا تھی، اُن کے اصحاب نے اُن کو پہلے پہل کس طرح مانا، اُن کے مخالفوں اور منکروں کا چال چلن کیسا تھا اور ان کا انجام کیا ہوا؟ یہ ایک ایسا اصل تھا کہ اگر اس وقت کے لوگ اس معیار پر غور کرتے تو ان کو ذرا سی دقّت پیش نہ آتی............مگر خدا کے فضل سے مجھے محض اللہ ہی کے فضل سے اس آیت قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الأحقاف: 10) کے بعد راستباز کی شناخت میں کوئی مشکل نہیں پڑی۔ مگر بات یہ ہے کہ تعلیم الٰہی کے بغیر یہ سمجھ میں نہیں آسکتی اور تعلیم الٰہی کے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ قانون ٹھہرا دیا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ (البقرہ:283)۔''

(خطبات نور صفحہ 57، 78، 113۔ 114)

انسان اگر اللہ کا تقویٰ اختیار کرے تو وہ اپنے فضل سے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ خدا کی سنّت اور قوانینِ فطرت سے ہٹ کر لوگ اپنے خود ساختہ معیاروں کے مطابق آنے والے کے انتظار میں زندگی گزار دیتے ہیں۔ نہ تو کبھی کوئی نبی آسمان پر چڑھا ہے اور نہ ہی کوئی آسمان سے اترا ہے۔ اسی طرح نہ ہی کوئی غاروں میں غیب ہو کر پھر ہزاروں سالوں بعد ظاہر ہوا ہے۔ آنے والے نے اب بھی ویسے ہی آنا تھا جیسے پہلے آئے تھے۔ دانشمندی کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی عمرِ عزیز کو انہونیوں کے انتظار میں نہ گنوائے۔ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے ظاہر ہوگا کیونکہ جس نے آنا تھا وہ پہلوں کی سنّت کے عین مطابق آ چکا ہے اور اُس نے آج سے ایک سو چار سال قبل اُن لوگوں کو جو اب بھی آسمان کی طرف یا کسی غار کی طرف نظریں لگائے انتظار کر رہے ہیں مخاطب کرتے ہوئے ان الفاظ میں مخاطب کیا تھا:

''یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کا روک سکے۔''

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: بعض بیماریوں کے آزمودہ نسخے
از صفحہ نمبر 12

شربت کا قوام تیار کرلیں۔ یہ شربت صبح شام بقدر ایک چھٹانک حسب ضرورت پانی میں ملا کر پینے سے خون صاف اور قبض دور ہوتا ہے۔ نیز جلد پھوڑے پھنسیوں سے پاک ہوجاتی ہے۔

❁......گولر کے پتے بھی دافع پھوڑے پھنسی ہیں۔

❁......پھوڑے پھنسی، داد، چنبل، اگیزیما اور خون کی کئی بیماریوں کا علاج نیم بھی ہے۔ نیم کے تازہ پتے ایک تولہ، مغز بادام پانچ عدد اور مرچ سیاہ دو عدد لیجئے۔ انہیں موٹا موٹا پیس لیں۔ تھوڑے سے پانی میں چینی یا شہد سے میٹھا کر کے ایک تا دو ہفتے استعمال کیجئے۔ یہ خون صاف کرنے کا عمدہ طریقہ ہے۔ خون صاف ہوجائے، تو فاسد خون سے وابستہ تمام امراض ختم ہوجاتے ہیں۔

❁......منڈی بوٹی ایک تولہ اور شیشم (ٹاہلی) کے پتے اکیس عدد ایک پیالی پانی میں رات بھر بھگو رکھئے۔ صبح کو مل چھان کر پانی شہد یا چینی سے میٹھا کر کے پی لیجئے۔ بعد کو پتوں اور منڈی بوٹی میں پھر پانی ڈالئے اور شام چار بجے حسب سابق مل چھان کر پی لیں۔ اس نسخے کے چند روزہ استعمال سے خون کی تیزابیت دور ہوگی اور خارش نیز پھوڑے پھنسیاں غائب ہوجائیں گی۔

(بشکریہ: اردو ڈائجسٹ دسمبر 2005ء)

❁❁❁❁❁❁❁

حضرت منشی کرم علی صاحب کاتب رضی اللہ عنہ

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(پیدائش 1876ء، بیعت 1897ء، وفات 1952ء)

(غلام مصباح بلوچ۔ ربوہ)

حضرت منشی کرم علی صاحب ولد حاجی حکیم کرم الٰہی صاحب قوم راجپوت بھٹی لمبانوالی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے، آپ تقریباً 1876ء میں پیدا ہوئے 1897ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوئے اور سلسلہ کے ایک نہایت مفید اور نیک دل خادم ثابت ہوئے۔

آپ ایک کاتب تھے آپ کا خط بہت نفیس تھا سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس دور میں قلمی جہاد کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے، نے دنیا کی ہدایت کے لیے اپنی تحریرات کی صورت میں ایک لازوال خزانہ تیار فرمایا جن کی اشاعت کے لیے آپ کو کُتاب کی ضرورت تھی چنانچہ حضور کی تحریرات کی کتابت کا عظیم کام جن عظیم بزرگوں کے حصہ میں آیا ان خوش نصیب وجودوں میں ایک حضرت منشی کرم علی صاحب کاتب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ''کتاب البریہ'' سے ''حقیقۃ الوحی'' تک حضور علیہ السلام کی تمام کتب میں سنگسازی کی سعادت آپ کو نصیب ہوئی نیز حضور کی متعدد کتب اور ریویو آف ریلیجنز اردو کے سالہا سال تک کاتب رہے۔ حضور کی کتب کی کتابت کے اعزاز کے علاوہ آپ حضور کی بے شمار شفقتوں اور دعاؤں کے مورد ہوئے، آپ فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس کو میری سنگسازی کے ہنر پر بہت تعجب ہوا کرتا تھا کہ تم کس طرح الٹا لکھ لیتے ہو۔ ایک روز آپ نے فرمایا اگر پروف میں کوئی غلطی نہ ہوئی تو ہم آپ کو انعام دیں گے جب پروف آیا تو حضور نے ایک غلطی لگائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ تمھاری غلطی نہیں ہے اصل میں یہ مجھ سے ہی غلطی رہ گئی تھی اور ایک روپیہ انعام بھی مجھے دے دیا''۔

(الحکم 21/28 مئی 1934ء صفحہ 30 کالم 1)

حضرت حافظ عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ آف مالیرکوٹلہ (وفات جنوری 1915ء بہشتی مقبرہ قادیان) فرماتے ہیں:

حضور کی ایک کتاب کئی پریسوں میں چھپ رہی تھی کچھ حصہ میگزین پریس میں بھی چھپ رہا تھا۔ ایک پروف لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا دوسرا پروف تیار ہوا؟ میں نے عرض کی کہ کرم علی سنگساز بیمار ہے اس لئے پروف تیار نہیں ہوسکا۔ حضور نے فرمایا اس کو ابھی بُلا کر لاؤ۔ جب میں اُن کو بلا کر لایا تو حضور نے فرمایا کہ منشی صاحب آپ بیمار ہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں حضور! میں بیمار ہوں۔ تو آپ نے فرمایا تم ہمارا پتھر ٹھیک کرو خدا تم کو شفا دے گا۔ شام کو جب میں نے منشی کرم علی صاحب سے پوچھا کہ کیا حال ہے تو انہوں نے کہا کہ بالکل تندرست ہوں....

(سیرت احمد صفحہ 198 از حضرت قدرت اللہ سنوری صاحبؓ)

حضور علیہ السلام کی تحریرات کی کتابت کرنے کی وجہ

سے آپ حضور کے خط سے خوب واقف تھے، حضرت سید نذیر حسین صاحب رضی اللہ عنہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ (بیعت 1904ء) اپنی قادیان پہلی آمد کے متعلق فرماتے ہیں:

''......مہمان خانہ میں بیٹھ کر حضرت اقدس کی خدمت میں رقعہ لکھا کہ ہم حضور کی بیعت کرنا چاہتے ہیں حضور نے اس رقعہ کی پشت پر لکھا ''مکرمی السلام علیکم بعد ظہر ملاقات ہوگی اور بیعت لی جائے گی''۔ یہ الفاظ ہم پڑھ نہ سکے دوسروں سے پڑھانے کی کوشش کی وہ بھی نہ پڑھ سکے۔ کسی نے کہا شیخ یعقوب علی صاحب کے مکان پر ایک شخص کرم علی کاتب ہے اس کے پاس جاؤ چنانچہ..........کاتب صاحب نے ہمیں وہ الفاظ پڑھ کر سنائے۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 10 صفحہ 242)

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ (وفات 16 جولائی 1961ء) حضور کے اعجاز اور آپؑ کے صحابہ کی جان نثاری کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مقدمہ کرم دین کے نام سے ایک مقدمہ جماعت میں معلوم و مشہور ہے اس مقدمہ کے دوران میں منشی کرم علی صاحب کاتب کی شہادت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ستمبر یا اکتوبر ۱۹۰۳ء کا ذکر ہے کہ حسبِ معمول نماز مغرب کے بعد حضور اپنی کشتی نما مسجد مسجد مبارک کی بالائی چھت پر رونق افروز تھے دربار اپنی پوری شان اور تاب پر تھا کبار صحابہ اور خدام و غلام ہر طبقہ و رتبہ کے جمع تھے۔ اگلے روز مقدمہ مذکور کی تاریخ پیشی تھی ضروریات اور انتظام سفر کے متعلق صلاح و مشورے جاری تھے کہ اچانک حضور کو کوئی خیال پیدا ہوا منشی کرم دین صاحب کو یاد فرمایا، احباب نے عرض کی حضور وہ تو گوجرانوالہ گئے ہوئے ہیں۔ فرمایا

''ہمیں تو ان کی ضرورت ہے۔ کل کی پیشی میں ان کی شہادت کرانے کا خیال ہے۔''

حاضرین نے عرض کیا حضور عشاء کا وقت ہوگیا ہے گاڑی کوئی جاتی نہیں وہ کل نہیں پہنچ سکتے اگلی تاریخ پر ان کی شہادت ہوجائے گی۔ حضور پُرنور نے پھر فرمایا:

''کوئی صورت ان کے آنے کی ممکن ہو تو بہتر ہے وہ کل ہی پہنچ جائیں شاید حاکم پھر موقع نہ دے کیونکہ مخالفت پر تُلا ہوا ہے۔''

مگر دوستوں نے پھر وہی عرض کیا جو پہلے کہہ چکے تھے باوجود اس کے حضور نے پھر پہلے فرمان کو دہرایا اور ضرورت کی شدت بیان فرمائی۔ میں ابھی بچوں ہی میں شمار ہوا کرتا تھا حضور کا فرمان بار بار میرے کان میں بھی پڑا اور دل کے اندر بیٹھتا گیا، بزرگوں اور دوستوں کا جواب بھی سنا اور میں اس پر غور میں مصروف ہوگیا آخر تیسری مرتبہ جب حضرت نے شدت ضرورت کا اظہار فرمایا تو مجھ سے نہ رہا گیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک بات ڈال کر مجھے انشراح بخش دیا تھا میں نے جرأت کی اور کھڑا ہوکر عرض کیا: حضور! منشی کرم علی صاحب پہنچ سکتے ہیں مگر بعد دوپہر پہنچیں گے۔ میرا کھڑا ہوکر حضور کا لفظ زبان پر لانا تھا کہ حضرت جو شاید پہلے ہی مجھی کو دیکھ رہے تھے میری طرف متوجہ ہوگئے اور ساری مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا۔ فرمایا ہاں میاں عبد الرحمٰن بیان کرو کہ وہ کیسے آسکتے ہیں؟ میں نے عرض کیا حضور میں ابھی بٹالہ چلا جاؤں گا وہاں سے یکّہ مل گیا تو بہتر ورنہ کوشش کروں گا کہ راتوں رات امرتسر پہنچ کر وہاں سے صبح کی نماز کے قریب لاہور اور گوجرانوالہ کو جانے والی گاڑی میں بیٹھ کر گوجرانوالہ آٹھ بجے پہنچ جاؤں گا اور اس طرح ان کو لے کر گورداسپور حاضر ہوجاؤں گا۔ میرا یہ بیان سن کر حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

''رات کا وقت ہے اکیلے جانا مناسب نہیں۔ میاں فتح محمد آپ میاں عبدالرحمٰن کے ساتھ چلے جائیں امرتسر سے آپ لوٹ آئیں میاں عبدالرحمٰن آگے اکیلے چلے جائیں گے۔ ذرا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔''

حضور مجلس میں سے اٹھ کر نیچے تشریف لے گئے اور جلد ہی واپس تشریف لاکر مٹھی بھر روپے میرے ہاتھ میں دئے اور فرمایا:

''جاؤ اللہ حافظ ہم گورداسپور میں کل آپ کی انتظار کریں گے۔''

ہم نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھ کر رخصت ہوئے۔ چوہدری فتح محمد صاحب (سیال) جو آج کل نظارت علیا پر فائز ہیں اس زمانہ میں طالب علم تھے مضبوط اور چست و چاق، مخلص جوشیلے اور ایک فداکار نوجوان تھے ہم دونوں فوراً پہلے قادیان کے ایک یکہ بان کے ہاں گئے اور کوشش کی کہ وہ ہمیں زیادہ نہیں تو بٹالہ ہی پہنچا دے مگر اس کی لیت و لعل کو ہم برداشت نہ کرسکے کیونکہ ہمارا ایک ایک منٹ قیمتی تھا، رات اندھیری تھی ہم دونوں پیدل بھاگتے دوڑتے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں بٹالہ پہنچے یکّہ بانوں کے ساتھ بات چیت کی اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ ایک یکہ بان جو امرتسر ہی کا تھا اتفاقاً مل گیا اس کے ساتھ کرایہ طے کرکے اس کو تیاری کے لئے کہا اور خود عشاء کی نماز میں مصروف ہوگئے۔ ہم نماز سے فارغ ہوئے اور وہ اتنے میں تیار ہوگیا سوار ہوکر سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ پڑھتے ہوئے امرتسر کو روانہ ہوئے۔ رات اندھیری تھی اور یہ علاقہ خطرناک۔ عموماً چوری ڈاکہ کی وارداتیں ہوا کرتیں۔ یکہ بان آگے اور ہم دونوں پیٹھ جوڑ کر دائیں بائیں ہشیار و چوکس چلتے گئے راستہ میں دو جگہ خطرہ معلوم ہوا دائیں بائیں سے ظلماتی آدمی اٹھے اور بڑھے مگر ہم تینوں خدا کے فضل سے چوکس تھے گھوڑا گاڑی خاصی تیز تھی ہم تک کوئی نہ پہنچ سکا اور ہم بخیریت وقت پر امرتسر سٹیشن پہنچ گئے خدا کا شکر کیا، میں ٹکٹ لے کر اندر چلا گیا اور چوہدری صاحب محترم یکہ بان کے ساتھ شہر کو، تھوڑی دیر میں گاڑی آئی اور میں بیٹھ کر وہی قرآنی دعا پڑھتا ہوا لاہور اور لاہور سے گوجرانوالہ پہنچا۔

گاڑی سے اتر، دوڑتا ہوا شہر گیا منشی صاحب کا پتہ جس مکان کا تھا وہاں گیا مگر جواب ملا کہ وہ تو صبح ہی چلے گئے ہیں۔ کہاں گئے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں ایک دوسرے مکان کا پتہ دیا گیا، مارا مارا وہاں پہنچا مگر افسوس منشی صاحب وہاں بھی نہ ملے۔ لوٹ کر پہلے مکان پر آیا ماجرا بیان کیا تو انھوں نے کہا تو پھر وہ لمبانوالی چلے گئے ہوں گے۔ وہ کدھر ہے؟ کیونکر پہنچوں؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ وزیرآباد یا گکھڑ کو جانے والے کسی یکہ میں بیٹھ کر راہوالی کے برابر اتر جانا، وہاں سے سیدھا راستہ لمبانوالی کو جاتا ہے یہ مقام گوجرانوالہ سے براستہ سڑک چار میل ہوگا۔ میں نے ان کی بات سنی کچھ نہ سنی اور یکوں کے اڈہ کو دوڑا جہاں ایک یکہ سواریاں لے کر ہو نکلا تھا میں نے دوڑ کر اس سے کہا کہ فلاں جگہ تک مجھے بھی لے چلو اس نے انکار کیا اور کہا کہ سواریاں پوری ہیں اور جگہ نہیں۔ میں نے چونکہ ضروری جانا تھا کچھ خوشامد کی اور کہا کہ گکھڑ کا کرایہ لے لو اور لے چلو میں پٹڑی پر پیر ٹکا کر ہی گذر کرلوں گا۔ پیسوں کے لالچ نے اس کو مجھ پر مہربان کردیا اور اس طرح میں اس یکہ میں بیٹھ کر راہوالی تک پہنچا یکہ سے اترا پیسے اس کے حوالے کردیے۔ میری ایک کھونڈی (بانس کی لکڑی جس کا ایک سرا گول مڑا ہوا تھا) یکہ بان کے ہاتھ میں تھی جس سے وہ گھوڑے کو مار مار کر ہانکتا آیا تھا بوجھ زیادہ اور گھوڑا کمزور تھا نیز میری خاطر وہ کچھ جلدی پہنچانے کی بھی کوشش کرتا آرہا تھا۔ پیسے دے کر میں نے اپنی لکڑی مانگی تو وہ اڑ گیا لکڑی اسے پسند آگئی تھی اور نیت اس کی بدل چکی تھی میری جلدی اور ضرورت کو اس نے بھانپ لیا تھا اور جانتا تھا کہ یہ شخص ایک منٹ بھی اپنا ضائع نہ کرے گا۔ میں لکڑی مانگوں وہ انکار کرے وہ وقت ایسا تھا کہ ایک منٹ کی تاخیر لاکھ کروڑ لکڑی کی قیمت سے کہیں زیادہ تھی میری غرض اور مقصد ہی فوت ہوتا تھا آخر میں نے اس کشمکش میں پڑ کر اس سعادت سے محروم رہنا پسند نہ کیا اور وہ پیاری لکڑی جو عموماً سفری تنہائی میں میری رفیق اور ضرورت میں بہترین حرز و ہتھیار تھا قربان کرکے لمبانوالی کو دوڑنے لگا۔

اللہ تعالیٰ نے بھی مدد فرمائی زمین لپٹتی گئی یا سورج ہی تھما رہا میں گاؤں میں پہنچا منشی صاحب کا مکان دریافت کرکے آواز دی، منشی صاحب میری آواز پہچان کر ننگے سر اور ننگے پاؤں دروازہ پر آئے میں نے جلدی میں مقصد و غرض بتائی اور فوراً آجانے کو کہا۔ صد ہزار شاباش اور دین و دنیا میں بھلا ہو اس خوش نصیب انسان کا، شائد ایک منٹ بھی نہ لیا ہوگا کہ پگڑی جوتی اور ایک کپڑا لے کر نکل آئے اور میرے ساتھ واپس گوجرانوالہ سٹیشن کو دوڑنے لگے، دونوں دوڑے اور خوب دوڑے، واپسی پر منشی صاحب ایک پگڈنڈی کے راستہ سیدھے سٹیشن گوجرانوالہ کے لائے اور اللہ کا احسان ہوا کہ ادھر ہم پہنچے ادھر گاڑی آگئی جلدی سے ٹکٹ لیے اور خدا کے نام پر سوار ہوکر شکرانے بجالاتے ہوئے گورداسپور کو روانہ ہوگئے جہاں خدا کا اولوالعزم نبی و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری انتظار میں تھا۔ الحمد للہ، الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ یہ مہم محض خدا کے فضل سے سر ہوئی، سیدنا حضرت اقدس کے حضور سرخروئی نصیب ہوئی، حضور خوش ہوئے اور تبسم فرماتے ہوئے جزاک اللہ جزاک اللہ فرماتے اور دعائیں دیتے رہے۔

(حضرت بھائی جی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی صفحہ 145-142)

غیر مبائعین کے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک

کتاب میں آپ کی گواہی بھی درج فرمائی ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مَیں حلفیہ شہادت دیتا ہوں کہ تریاق القلوب کا صفحہ ٹائٹل پیج (page) اور آخری ورق یعنی صفحہ 159 اور صفحہ 160 میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور حکیم فضل الدین صاحب مرحوم نے مجھے مضمون دیا تھا کیونکہ ان دنوں میں مَیں ان کے ماتحت کام کیا کرتا تھا اور اس سے پہلے تریاق القلوب صفحہ 158 تک مدت سے چھپی ہوئی پڑی تھی جب میں نے ٹائٹل پیج page اور آخری ورق لکھا تب یہ کتاب شائع ہوئی۔

عاجز کرم علی کاتب ریویو آف ریلیجنز قادیان

(حقیقۃ النبوۃ حصہ اول، انوار العلوم جلد دوم صفحہ 368)

تقسیم ملک کے بعد آپ پاکستان چلے آئے اور 15 دسمبر 1952ء کو بعمر 76 سال وفات پائی، بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات پر حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل رضی اللہ عنہ نے لکھا:

ایک وقت تھا کہ قادیان میں نہ کوئی پریس تھا نہ کاتب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مسودات طبع کرانے کے لیے امرتسر جانا پڑتا بعض اوقات پا پیادہ ہی چل پڑتے، اس قسم کی دقتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے آخر قادیان پریس دستی قائم ہوگیا۔ ابتداء میں حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ، حضرت پیر منظور احمدؓ صاحبان کتابت کی خدمات بجالاتے، امرتسری کاتب بھی، اسی سلسلہ میں منشی کرم علی صاحب بھی آ پہنچے اور قادیان کے ہو رہے۔ غیر احمدی کاتب اول تو آتے ہی نہ تھے پھر باوجود ڈبل اجرت اور کھانے وغیرہ کی امداد کے ٹھہرتے نہیں تھے۔ منشی کرم علی صاحب کا خط بہت شستہ تھا ریویو آف ریلیجنز اردو کی کتابت یہی کرتے تھے خط معکوس میں بھی ان کو قابل تعریف دسترس حاصل تھی جس سے سنگسازی کی مشکلات حل ہوگئیں۔ میں نے دیکھا کہ حقیقۃ الوحی چھپ رہی تھی چھاپنے والے مرزا اسماعیل بیگ تھے جو حضور کے بچپن کے خادم تھے، پروف حضور نے جو ملاحظہ فرما کر واپس بھیجا تو قریبًا آدھا صفحہ عبارت بڑھادی منشی صاحب نے بلاتکلف پتھر پر الٹا لکھا چنانچہ جس خوبی سے یہ کام کیا گیا حقیقۃ الوحی طبع اول کے صفحات سے فنّی واقفیت والے دیکھ کر داد دے سکتے ہیں، پھر حضور کا منشا تھا کہ چراغ الدین جمونی وغیرہ کی تحریروں کا عکس چھپے، لاہور سے فوٹو کرانے میں کئی دقتیں تھیں جلدی بھی تھی، منشی صاحب نے باریک کاغذ کاپی کے طور پر رنگ کے اسے اصل تحریر پر رکھ کر عکس لے لیا اور یوں بلا خرچ بہت جلد یہ کام بھی ہوگیا۔ منشی صاحب نے اپنے کئی شاگرد بھی تیار کیے بالخصوص منشی محمد حسین صاحب کاتب بدر جو آخری دم تک بدر اور الفضل لکھتے رہے اور سنگسازی بھی کرتے رہے..... جب ریویو اردو کا چارج مجھے دیا گیا تو منشی صاحب کی نظر کمزور ہوچکی تھی اور ہاتھ مضبوط نہیں رہا تھا اس لیے جب ان کو معلوم ہوا کہ میں کتابت کا کچھ اور انتظام کرنا چاہتا ہوں تو وہ بیرونی محلّہ سے جہاں ایک معمولی سا مکان بنالیا تھا دفتر میں آئے اور پاس بیٹھ کر مجھے کہا: میری طرف دیکھیے اور میری گذارش سنیے، میں نے بچشم پرآب آپ سے یہ خواہش سن کر کہ ریویو کو میں نے ہی لکھنا شروع کیا تھا اب چند روز کی بات ہے یہ شرف مجھ سے نہ لیا جائے، انھیں تسلی دلائی کہ آپ ہی اسے لکھا کریں گے چنانچہ وہی لکھتے رہے جب تک کہ لکھ سکے۔ آخر عمر میں ایک معمولی سی دوکان اپنے مکان ہی میں کرلی تھی اور قطعات بھی لکھتے تھے، وہ فارغ اوقات میں خصوصًا صبح شام جان محمد چھٹی رساں کے ساتھ مل کر درثمین کے اشعار خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے ابتداء میں احمدیہ چوک کے ملحقہ کچے چبارہ میں رہتے تھے اور کئی لوگ سننے کے لیے نیچے کھڑے ہوجاتے۔ منشی صاحب نے اخیر تک اپنی وضع قطع کو قائم رکھا پٹے رکھتے مایہ لگی ہوئی ہلکے رنگ کی پگڑی، گلے میں دوپٹہ، کرتہ، تہمد۔ ان کے بڑے لڑکے کا نام رحمت اللہ ہے آجکل غالبًا سندھ میں ماسٹر ہیں بہت مخلص ہیں بچپن کی چھ سات سال کی عمر ہوگی ظہر کے وقت مسجد مبارک میں آئے منشی صاحب نے حضور مسیح موعودؑ میں عرض کیا یہ میرا لڑکا ہے، رحمت اللہ نے خوش الحانی سے یہ شعر پڑھا ؎

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اور آخری فقرہ میں آگے بڑھ کر حضرت اقدس کو ہاتھ لگایا حضور مسکرائے۔ منشی صاحب کو اولاد کی وفات کے صدمات اٹھانے پڑے جو بڑے صبر سے برداشت کیے ایک لڑکا پہلے فوت ہوگیا پھر دوسرا جسے خلافت ثانیہ میں اس تحریک پر کہ مدرسہ احمدیہ میں بچوں کو دینیات پڑھائی جاوے اسے مدرسہ احمدیہ میں ہائی سکول سے داخل کرادیا یہ لڑکا بہت ذہین شکیل وجمیل تھا اور اپنے ہم عصر طلباء میں مقبول ناگاہ فوت ہوگیا چودہ سال کے قریب عمر ہوگی دفن کے بعد منشی صاحب تو پھر نہ آئے مگر اکثر طلباء وغیرہ قبر پر کئی دن دعا کے لیے جاتے رہے حافظ سلیم اٹاوی نے ایک کتابچہ شائع کیا، پھر منشی صاحب نے اپنے پوتے کو اپنی تربیت میں لے لیا ایک تحریک حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے ہونے پر چھوٹی سی عمر میں تعلیم چھوڑ کر نیوی میں بھرتی ہوگیا اور تھوڑی مدت کے بعد وہ بھی فوت ہوگیا یہ صدمہ بھی منشی صاحب نے صبر جمیل سے برداشت کیا یہ لڑکا بہت نیک خوش خصال تھا۔ ایک نو عمر مہاشہ غالبًا یوگندر پال نام کو سعادت دارین قادیان لے آئی محمد عمر نام پایا ہندی سنسکرت میں کچھ شدھ بدھ تھی اس میں امتحان پاس کیے زبان سراسر ہندی تھی مگر توغلّ فی الدین اور صحبت علماء صالحین سے بہرہ اندوز ہوکر مولوی فاضل پاس کرلیا نو مسلموں کو جو بے در بے گھر بے زر ہوں رشتہ دینے میں اکثر تامل ہوتا ہے احمدیت میں یہ بات بہت کم ہے منشی صاحب مرحوم نے جرأت افناض سے اپنی لڑکی کو ان کے حبالۂ نکاح میں دے دیا اور یہ شادی خانہ آبادی موجب برکات ہوئی مولانا شیخ محمد عمر اب کامیاب مبلغ ہیں خدا تعالیٰ پسماندوں کا کفیل ہو۔ چونکہ پریس سے میرا چالیس سال سے زیادہ واسطہ رہا ہے اس لیے میرا فرض تھا کہ چند کلمات تأسف ان کی وفات پر کہوں، ایک تاریخ بھی اسی مضمون کی نوشت کے دوران میں ہوگئی:

منشی کرم علی جو کاتب تھے خوش نویس
پڑتی ہے ان کی موت سے دل اور جگر میں ٹیس
"مغفور الٰہی" اکمل مہجور نے کہی
تاریخ فوت جس کی نہ کوئی کرے گا ریس

(الفضل 11 جنوری 1953ء صفحہ 5)

ایک اور جگہ حضرت قاضی صاحب فرماتے ہیں:

منشی کرم علی صاحب کاتب ۱۵ دسمبر کو فوت ہوگئے آپ ان ایام میں قادیان رہائش پذیر ہوئے جب کاتبوں کی سخت ضرورت تھی اور کوئی ٹھہرتا نہ تھا۔ ۱۹۰۲ء سے ریویو آف ریلیجنز کو لکھتے تھے آپ کا خط نہایت شستہ تھا آپ نے اپنے بہت سے شاگرد بنائے خصوصًا منشی محمد حسین صاحب کاتب بدر والفضل۔ آپ کا خط معکوس میں بھی دسترس رکھتے تھے حقیقۃ الوحی میں آدھ آدھ صفحے سے زیادہ پتھر پر اُلٹا لکھا ہوا جو چھپا ہے اور خطوط کے عکس یہ آپ ہی کے ہنر کا نتیجہ ہیں آپ نے دو ہونہار بیٹوں اور ایک پوتے کی وفات کا صدمہ صبر جمیل سے سہا، اخیر تک خوراک پوشاک میں اپنی وضعداری قائم رکھی، درثمین کے اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھتے رہتے احمدیہ چوک کے شرقی بالا خانہ میں رہتے تھے آخر اپنا مکان معمولی سا باہر بنالیا، لکھنے سے معذور ہوئے تو چھوٹی سی دکان کرلی احمدیت سے آخر تک مخلصانہ عقیدت رہی۔

(بدر 7 فروری 1953ء صفحہ 6 کالم 4)

آپ کی اہلیہ محترمہ حاکم بی بی صاحبہ 1889ء میں پیدا ہوئیں، 1908ء میں بیعت کی توفیق پائی اور 28 اپریل 1966ء کو وفات پاکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ آپ کی اولاد میں ایک بیٹے مکرم عنایت اللہ محمود صاحب نے اکتوبر 1938ء میں وفات پائی (الحکم 14/21 اکتوبر 1938ء صفحہ 10) ایک بیٹے حضرت رحمت اللہ واثق صاحب 6 جنوری 1981ء کو بعمر 78 سال وفات پاکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ ایک بیٹی محترمہ امینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولانا مہاشہ محمد عمر صاحب نے 28 اپریل 2003ء کو لندن میں وفات پائی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین ربوہ میں ہوئی۔ باقی اولاد کا علم نہیں ہوسکا۔

❁❁❁❁❁❁

بعض بیماریوں کے لئے آزمودہ نسخے

جلنا اور جھلسنا

جسم کے جلنے کو ماہرین طب نے تین درجوں میں بانٹ رکھا ہے یعنی پہلا دوسرا اور تیسرا۔ گرم برتن چھو لینے، نہانے کا گرم پانی گرنے، گرم گھی یا تیل کے چھلک جانے وغیرہ سے جسم کا کوئی حصہ جلے تو طبی اصطلاح میں اسے پہلے درجے کا جلنا کہتے ہیں۔ اس سے سخت جلن ہوتی ہے اور جلد بھی سرخ ہوجاتی ہے۔ اس صورت میں آپ فوراً متاثرہ حصے کو ٹھنڈے پانی میں ڈبو دیں یا دھو لیجئے۔

جسم زیادہ جل جائے، تو یہ دوسرے درجے کا جلنا ہے۔ اس حالت میں جلد صرف سرخ ہی نہیں ہوتی بلکہ آبلے بھی پڑ جاتے ہیں۔ آپ نہ تو آبلے پھوڑیئے نہ کسی قسم کی دوائی اور کریم استعمال کریں۔ اگر آپ کے گھریلو باغیچے میں کنوار گندل میسر ہے تو اس کا پتا توڑ کر چپٹے رخ درمیان سے چیریئے اور گودا جلی ہوئی جگہ پر لگا دیجئے۔ اگر کنوار گندل نہ ہو تو شہد بھی یہی کام دے سکتا ہے۔ اس عمل سے نہ صرف ٹھنڈک محسوس ہوگی بلکہ کسی قسم کی عفونت کا خطرہ بھی نہیں رہے گا۔ انڈے کی سفیدی بھی سکون اور عفونت سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔

شدید قسم کے جلنے یعنی تیسرے درجے کی صورت میں متاثرہ شخص کو فوری طبی توجہ درکار ہوتی ہے۔ جب تک طبی امداد آئے، مریض کو لٹا کر گیلے کپڑے سے جسم کا متاثرہ حصہ ڈھانپ دیں۔ جسم کے ساتھ چپکے کپڑے علیحدہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ ڈاکٹر کا کام ہے۔ نیز اپنے حواس قابو میں رکھئے تاکہ کوئی غلط قدم نہ اٹھا بیٹھیں۔

گلے کی خرابی

❁...... میتھی کے بیجوں سے بنائے گئے جوشاندے سے غرارے کرنا گلے کی عام خراش دور کرنے کا عمدہ ٹوٹکا ہے۔ جوشاندہ بنانے کے لئے ایک لٹر پانی میں دو چمچ میتھی کے بیج ڈال کر ہلکی آنچ پر آدھا گھنٹہ پکنے دیں۔ بعد ازاں کمرے کے درجہ حرارت میں پانی ٹھنڈا کرکے چھان لیں۔ تیار شدہ جوشاندے کے غرارے کیجئے۔

❁...... میتھی کے پتوں کا جوشاندہ منہ کے زخم مندمل کرنے کا عمدہ علاج ہے۔ مٹھی بھر پتے ایک گلاس پانی میں ابالئے اور اس سے غرارے کیجئے۔

❁...... کھانسی، نمونیہ، انفلوئنزا، ناک کی سوزش اور نزلہ وغیرہ کے ابتدائی مراحل میں سانس کی نالیوں کی سوزش جنم لیتی ہے۔ یہ تکلیف رفع کرنے کے لئے میتھی کی چائے مؤثر ہے۔ اس سے پسینے کا اخراج اور زہریلے مادوں کا خاتمہ ہوتا ہے، نیز بخار کا دورانیہ کم ہوجاتا ہے۔ روزانہ چار پیالی چائے پینا بہتر ہے۔ حالت بہتر ہونے پر چائے بتدریج کم کرتے جائیے۔ ذائقہ بہتر بنانے کے لئے لیموں کا رس چند قطرے ملا لیں لیکن دوران علاج کوئی دوا یا خوراک نہ لیں کیونکہ فاقے کی وجہ سے سانس کا عمل بہتر ہوتا ہے۔ چند دن علاج سے نظام تنفس درست حالت میں آجائے گا۔

❁...... ادرک کی چائے بھی درج بالا فوائد رکھتی ہے۔ تھوڑی سی ادرک پانی میں ابالئے اور پھر اس میں تھوڑا سا شہد ملا کر پانی پی لیجئے۔ دن میں دو بار یہ چائے پینا مفید ہے۔

کن پیڑے

❁...... ہرڑ پیس کر اس کا گاڑھا لیپ بنا لیجئے۔ اسے کن پیڑوں پر لگانے سے سوجن اور تکلیف دور ہوتی ہے۔ دو تین بار استعمال سے غدود معمول پر آجاتے ہیں۔

❁...... پیپل کے پتے گھی سے چپڑ کر توے پر گرم کریں اور نیم گرم حالت میں کن پیڑوں پر باندھ دیں۔ دن میں تین مرتبہ یہ عمل دہرائیں۔ اگلے روز ہی افاقہ محسوس ہوگا۔

پھوڑے پھنسیاں

❁...... کریلے پھوڑے پھنسیوں کا قدرتی علاج ہیں۔ بطور سالن ہم انہیں کھاتے ہی ہیں مگر کچے کریلے کا رس بطور دوا پھنسیوں، پھوڑوں کو شفا بخشتا ہے۔ دن میں دو تین بار تھوڑا سا رس لگا کر شفا پایئے۔

❁...... پیاز گرم کرکے پھوڑے پھنسیوں پر باندھ دیجئے، جلد پک کر پھوٹ جائیں گے۔

❁...... اسپغول پیس کر عرق گلاب یا سرکے میں ملایئے۔ یہ مرہم لیپ کرنے سے ورم اور پھوڑے پھنسیاں ٹھیک ہوجاتے ہیں۔

❁...... برسات میں جامن کھانا انسان کو ان سے بچاتا ہے۔

❁...... شیشم کے پتے 250 گرام چار گلاس پانی (1000 گرام) میں رات بھر بھگوئیے۔ صبح پانی آگ پر چڑھا دیں۔ جب آدھا رہ جائے، تو آگ سے اتار کر ٹھنڈا کر لیجئے۔ بعد ازاں چھان کر پانی دوسرے برتن میں نکال لیں۔ 750 گرام چینی ڈال کر پھر آگ پر چڑھایئے اور

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں کے مسائل

اور ان کا آسان حل

(ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان)

قبل از وقت پیدا ہونے والے بچے کو پری میچور بچہ (Premature Baby) کہتے ہیں ایسے بچے عموماً حمل کے نو ماہ مکمل کئے بغیر پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر نوزائیدہ بچے کا پیدائش کے وقت وزن 2.5 کلوگرام سے کم ہو تو ایسے بچے کو کم وزن والا بچہ یعنی (Low Birth Weight) کہا جاتا ہے ہمارے ملک میں بیس سے پچیس فیصد بچے پری میچور (قبل از وقت پیدائش) یا کم وزن پیدا ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وقت سے پہلے پیدا ہونے والے بچے زندہ نہیں رہتے یا حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان بچوں کے ساتھ مختلف مسائل تو ضرور ہوتے ہیں لیکن آج کی طبی سائنس نے بہت زیادہ ترقی کر لی ہے۔ اس لئے اب یہ بچے بآسانی تمام مسائل کا مقابلہ کر لیتے ہیں اور محض تین ماہ کے اندر اندر ان کی صحت بالکل ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ جیسی کہ Full Term بچے کی ہوتی ہے۔ قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں کے ساتھ یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ ان کا جگر، سانس لینے کا نظام، گردے وغیرہ مکمل طور پر نہیں بن پاتے۔ انہیں پوری طرح مکمل ہونے اور اپنا کام پوری طرح انجام دینے میں کافی وقت لگتا ہے۔ ایسے بچوں کا کچھ خصوصی خیال رکھنا پڑتا ہے اس کے بعد ان کی بھی، حمل کی مدت مکمل کرنے والے بچوں کی طرح نشوونما ہوتی ہے۔ ان بچوں کے جسم کا درجہ حرارت برقرار رکھنے کا نظام پوری طرح کام نہیں کرتا۔ پیدائش کے فوری بعد اگر انہیں مناسب حد تک گرم نہ رکھا جائے تو یہ بالکل ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ ٹھنڈ کی وجہ سے ان کے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں اور ناک نیلی پڑنے لگتی ہے۔ پھر کبھی بچے کے جسم کا درجہ حرارت بہت زیادہ اور کبھی بہت کم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسے ایک مناسب سطح تک برقرار رکھنے کیلئے بچے کو انکوبیٹر (Incubator) میں رکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ بچے کو جسمانی درجہ حرارت کا نظام بہتر ہونا شروع ہو جاتا ہے پھر بچے کو انکوبیٹر (Incubator) کی ضرورت نہیں رہتی۔ انکوبیٹر (Incubator) میں بچے کو آکسیجن اور باقی ادویہ دینے میں بھی کافی آسانی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ اس کی سانس کا نظام بھی پوری طرح بنا نہیں ہوتا۔ پھیپھڑے صحیح طریقے سے کام نہیں کر رہے ہوتے۔ اسے آکسیجن حاصل کرنے کے لئے کافی محنت کرنا پڑتی ہے یا کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کی سانس اکھڑ اکھڑ کر آ رہی ہوتی ہے یا سانس لیتے وقت وہ یکدم سانس روک لیتا ہے (دونوں صورتوں میں آکسیجن کی کمی ہو جاتی ہے) تو انکوبیٹر ہی میں اسے فوری آکسیجن دینے کی ضرورت پڑ جاتی ہے (بعض دفعہ آکسیجن دینے کے باوجود سانس کی تکلیف برقرار رہتی ہے تو بچے کو وینٹی لیٹر (Ventilator) پر رکھنے کی ضرورت بھی محسوس ہو سکتی ہے) ایسا عموماً چند فیصد بچوں ہی میں ہوتا ہے۔ چند روز کے بعد جب بچے کے پھیپھڑے مکمل طور پر بن جاتے ہیں تو آہستہ آہستہ ان کی سانس کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے اور آکسیجن کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔

جسم کے باقی نظاموں کی طرح قبل از وقت پیدا ہونے والے بچے کا جگر پوری طرح کام نہیں کرتا جس کے باعث پیدائش کے دوسرے یا تیسرے روز بچے کو ہلکا سا یرقان شروع ہو جاتا ہے۔ یہ یرقان صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جگر اپنی پوری صلاحیت سے کام نہیں کر پاتا۔ عموماً یہ یرقان بہت ہی ہلکا ہوتا ہے اور جمع ہونے والا بیلی روبن Bilirubin پندرہ ملی گرام سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں کسی علاج کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ تقریباً ایک یا دو ہفتے کے بعد یہ یرقان خود بخود ختم ہو جاتا ہے کیونکہ جگر اپنا کام مکمل طور پر شروع کر دیتا ہے تاہم اگر خون میں Biliubin کی مقدار زیادہ ہو تو بعض دفعہ فوٹو تھراپی (Phototherapy) کیلئے علاج کی ضرورت پیش آتی ہے ورنہ عام طور پر اس کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

چونکہ عام طور پر قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں میں بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی صلاحیت بھی مکمل طور پر نہیں بن پاتی۔ یعنی دوسرے بچوں کے مقابلے میں ان کی قوت مدافعت بہت کم ہوتی ہے تو اس وجہ سے مختلف بیماریوں کے جراثیم بھی ان پر جلد حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ ایسے میں یہ بچے Septicemia یا انفیکشن کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔

قبل از پیدائش تو بچہ ہر قسم کے انفیکشنز سے محفوظ ہوتا ہے لیکن جیسے ہی وہ دنیا میں آتا ہے مختلف قسم کے جراثیم اس پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ عموماً وقت پر پیدا ہونے والے بچوں کی قوت مدافعت تو ان سارے جراثیم کا مقابلہ کر لیتی ہے لیکن قبل از وقت پیدا ہونے والا بچہ ان کا مقابلہ ذرا مشکل سے کر پاتا ہے۔ اس اعتبار سے بھی انکوبیٹر بہترین ہے کہ اس میں بچہ باہر کی آلودہ فضا سے محفوظ رہتا ہے۔ عموماً تمام ہسپتالوں میں انکوبیٹر میں رکھے بچے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ڈاکٹر اور نرسیں اپنے ہاتھ بہت اچھی طرح دھوتے ہیں۔ نیز نرسری میں عام لوگوں کا آنا جانا بھی منع ہوتا ہے۔ ان ساری احتیاطی تدابیر کے باوجود بھی اگر بچے کو انفیکشن یعنی Septicemia ہو جائے تو پھر ایسی صورت میں اینٹی بائیوٹک انجکشن لگانے پڑتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ صورت حال خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ انفیکشن سے بچاؤ کا بہترین طریقہ اللہ تعالیٰ نے ماں کے دودھ کی شکل میں عطا کیا ہے۔ ماں کے دودھ میں وہ تمام اجزاء موجود ہوتے ہیں جن کی وجہ سے بچے میں بہترین قوت مدافعت پیدا ہوتی ہے۔ خاص طور پر ابتدائی دو یا تین روز کے دودھ میں قوت مدافعت پیدا کرنے والے تمام اجزاء وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں ایسے بچے چونکہ خود دودھ پینے کی طاقت نہیں رکھتے یا یوں کہئے کہ بآسانی Suck (کھینچ) نہیں کر پاتے تو ایسے میں دودھ ضائع کرنے کی بجائے ایسے بچوں کو نلکی کے ذریعے ماں کا دودھ دینا چاہئے۔ تاکہ نہ صرف ایسے بچے میں قوت مدافعت پیدا ہو بلکہ بچے کا اخراجی نظام بھی درست ہو۔ کیونکہ پری میچور بچے کیلئے ماں کا دودھ ہی بہترین غذا ہے اس میں وہ تمام اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ جن سے بچے کی بہترین افزائش ہو سکتی ہے۔ نیز اس کا وزن بھی جلد از جلد عام بچوں کی طرح بڑھنے لگتا ہے۔ ان بچوں کا ایک اہم مسئلہ، شوگر لیول میں کمی بھی ہے (جس کی وجہ سے بعض دفعہ جھٹکے لگنے لگتے ہیں) تو اس کا بہترین علاج بھی ماں کے دودھ کا استعمال ہے۔ ایسی صورت میں بعض دفعہ ڈرپ کے ذریعے بھی گلوکوز فراہم کیا جاتا ہے۔ لیکن کوشش یہ کرنی چاہئے کہ اس کی نوبت نہ آئے اور بچے کو ابتدا ہی سے باقاعدہ ماں کا دودھ شروع کروایا جائے۔

قبل از وقت پیدا ہونے والے بچے، عام بچوں کی نسبت کچھ زیادہ توجہ اور نگرانی کے مستحق ہوتے ہیں لیکن یہ سو فیصد نارمل بچے ہی ہوتے ہیں اگر انہیں بروقت درست طبی سہولتیں میسر آ جائیں تو یہ بہت جلد نارمل بچوں کی طرح تندرست و توانا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی کی بدولت اب طبی سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اب انکوبیٹر میں بچے کو تقریباً وہی ماحول میسر آ جاتا ہے جو ماں کی کوکھ میں ملتا ہے۔ اس دوران بچے کے مختلف نظام اور اعضاء وغیرہ بھی مکمل ہو جاتے ہیں۔ البتہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انکوبیٹر میں بچے کو کتنا عرصہ رکھا جائے؟۔ تو اس کا انحصار بچے کے وزن اور جسمانی ساخت پر ہوتا ہے نیز یہ کہ بچہ پیدائش کے وقت سے کتنا پہلے پیدا ہوا تھا۔ اس کا فیصلہ ماہر امراض بچگان ہی بہتر طور پر کر سکتا ہے۔ کم از کم شہروں میں تو ہر اچھے ہسپتال میں انکوبیٹر (Incubator) کی سہولت ان بچوں کی نشوونما کے لئے بے حد معاون ہے۔ البتہ دور افتادہ علاقوں میں چونکہ یہ سہولت میسر نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہاں ایسے بچوں کو اچھی طرح لپیٹ کر گرم رکھنا چاہئے۔ کمرے کو گرم رکھنے کیلئے کسی انگیٹھی کا انتظام ہو تو اچھا ہے یا پھر بچے کے پاس بجلی کا تیز روشنی کا بلب لگایا جائے۔ تاکہ اس کی تپش سے بچہ گرم رہے۔ لیکن کسی بھی پیچیدگی سے بچاؤ کیلئے ضروری ہے کہ ایسے بچوں کو جلد از جلد کسی ایسے ہسپتال میں لے جایا جائے جہاں قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں کی نگہداشت کے تمام وسائل موجود ہوں اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا تربیت یافتہ عملہ بھی موجود ہو۔ ابتدائی طور پر تھوڑی سی احتیاط سے نہ صرف آپ کا ننھا سا پھول کملانے سے محفوظ رہے گا بلکہ جلد کھل کر شاداب بھی ہو جائے گا۔

تمام احمدی خواتین اور خصوصاً نئے پیدا ہونے والے واقفین بچوں کی ماؤں کو چاہئے کہ وہ باقاعدگی سے اپنا طبی معائنہ کروائیں اور اگر خطرہ ہو کہ کہیں بچے کی پیدائش قبل از وقت نہ ہو جائے تو ایسی صورت میں زچگی کسی اچھے اور مستند ہسپتال میں کروانی چاہئے اور بعد میں بھی بچے کو وقتاً فوقتاً بچوں کے ماہر ڈاکٹر کو دکھاتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت مند اور لمبی زندگی والے بچے عطا کرے جو دینی خدمات کے میدان میں اپنی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کر کے خلیفۂ وقت سے سند خوشنودی حاصل کریں۔ آمین

❁❁❁❁❁❁

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

Ahmads Reisen

Immer einen Schritt voraus خدمت میں پیش پیش

Mohammad Ahmad Tel.: 02204-404 786 1 Fax: 02204-404 786 2

Mob: 0177-7485151 E-Mail:reisen@ahmads.de (www.reisen.ahmads.de)

وطن عزیز اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لیے خصوصی رعائیت دُنیا میں کہیں بھی

بذریعہ ہوائی جہاز یا شپ جانے کے لیے جرمنی بھر میں آپ اپنے گھر بیٹھے OK ٹکٹ حاصل کریں

ایمرجنسی ٹکٹ فرینکفرٹ ایئر پورٹ پر ہفتہ۔ اتوار کو بھی مل سکتی ہے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ کی یادیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14 نومبر 2005ء میں مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب کے قلم سے حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی چند یادیں شامل اشاعت ہیں۔

حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحبؓ دہلی کے ایک مشہور خاندان سادات کے زیرک و دانا اعلیٰ درجہ کے مدبرو منتظم اور عالم باعمل چشم و چراغ تھے۔ ایک جید عالم، مناظر اور بلند پایہ محدث تھے۔ جب خاکسار مدرسہ احمدیہ کی ابتدائی کلاسوں میں تھا تو اس وقت آپ جامعہ احمدیہ کے پروفیسر تھے۔ پھر آپ کو مدرسہ احمدیہ کا ہیڈ ماسٹر مقرر کردیا گیا۔ آپ کی آمد سے مدرسہ کے وقار میں بے حد اضافہ ہوا اور مدرسہ کا نظم و ضبط اعلیٰ درجہ کا ہوگیا۔ آپ وقت سے پہلے مدرسہ میں پہنچ جاتے اور سکول شروع ہونے پر گیٹ بند کروادیتے۔ حکم دیا ہوا تھا کہ کسی کے لئے بھی سکول ٹائم میں گیٹ نہیں کھلے گا۔ چنانچہ اگر کوئی استاد بھی دیر سے آنے کا عادی تھا تو وہ بھی وقت پر پہنچنے لگا۔

آپ کے مدرسہ کا چارج لینے کے وقت مدرسہ احمدیہ اور اس کے بورڈنگ ہاؤس کی عمارتیں کچی اینٹوں سے تعمیر شدہ تھیں۔ مخیّر حضرات کو تحریک کرکے آپؓ نے عطایا وصول کئے اور دونوں عمارتوں کو خوبصورت اور دیدہ زیب بنوادیا۔ آپ کا ایک اور تاریخی کارنامہ یہ تھا کہ آپ نے مدرسہ احمدیہ کے غریب طلباء اور جماعت کے بے سہارا بوڑھوں کے لئے ایک ادارہ دارالشیوخ قائم کیا جن کو آپ لنگر خانہ سے کھانا مہیا فرمایا کرتے تھے۔ آپؓ مہمان خانہ کے ناظر ضیافت بھی تھے۔ چونکہ جماعت اس وقت ایک نہایت ہی غریبانہ حالت میں تھی اس لئے آپؓ بارہا مخیّر حضرات کو تحریک کرکے عطایا وصول کرتے۔

آپ کے دو یادگار علمی کارناموں میں ایک تو قرآن کریم کا نہایت ہی شاندار سادہ اور سلیس لفظی اردو ترجمہ ہے جو نہایت ہی مقبول عام ہے۔ دوسرے آپؓ نے مدرسہ کے بورڈنگ میں رہنے والے طلبہ کو عربی گرائمر کے بعض اسباق پڑھائے جو بعد ازاں خلاصۃ النحو کے نام سے شائع ہوئے۔ یہ کتابچہ اب تک بے شمار مرتبہ شائع ہوچکا ہے۔

جب میں نے مدرسہ احمدیہ کی آخری یعنی ساتویں جماعت پاس کرلی تو چونکہ میری مالی حالت قدرے کمزور تھی اسلئے آپ نے پھر بھی مجھے بورڈنگ میں ہی رہنے کی اجازت دیدی۔ لیکن چونکہ میں اب جامعہ کا طالب علم تھا اس لئے میں بوقت نماز ان بچوں کے ساتھ قطار میں لگ کر مسجد میں نہ جاتا تھا جو بورڈنگ میں رہتے تھے۔ اس پر میری شکایت میر صاحب کے پاس کی گئی۔ آپؓ نے بلاکر مجھ سے وجہ پوچھی تو میں نے آپ سے کہا کہ چونکہ یہ سب طلباء مجھ سے جونیئر ہیں اس لئے مجھے ان کے ساتھ لائن میں جاتے شرم آتی ہے۔ آپؓ کی شفقت ملاحظہ کریں کہ آپ نے میری اس بات کو معقول سمجھا اور فرمایا بہت اچھا میں آپ کو مہمان خانہ میں ایک کمرہ دیتا ہوں۔ لیکن چونکہ میں ساتویں کلاس میں اول آیا تھا اس لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ جو اس وقت جامعہ احمدیہ کے پرنسپل تھے نے ازخود یا شاید حضرت میر صاحب کے کہنے پر انجمن سے میرا دس روپے ماہوار وظیفہ لگوادیا اور مجھے جامعہ احمدیہ ہوسٹل میں رہائش مل گئی۔

حضرت میر صاحبؓ ہر روز نماز ظہر کے بعد مسجد اقصیٰ میں درس حدیث دیا کرتے تھے جو ایسا پُرلطف ہوتا تھا کہ موسم گرما کی چلچلاتی دھوپ کے باوجود بلامبالغہ بیسیوں لوگ قادیان کے دُوردراز محلوں سے اس درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ کو آنحضرت ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ درس دیتے وقت بسا اوقات آپؓ کی آنکھیں پرنم ہوجاتی تھیں اور آواز رندھ جاتی جس سے اکثر سامعین کی آنکھیں بھی اشک بہانے لگ جاتیں۔

آپ کا عمومی لباس شلوار قمیص جس کے اوپر کھلے گلے والا لمبا کوٹ اور سر پر پھندنے والی سرخ ترکی ٹوپی ہوتی تھی۔ آپ کا چہرہ گول تھا۔ آپ اپنے لباس میں ایک نہایت ہی پروقار شخصیت لگتے تھے۔ آپ کی چال بہت تیز تو نہ تھی لیکن سست بھی ہرگز نہ تھی۔ جسم اگرچہ قدرے بھاری تھا لیکن آپ اپنے تمام کام بخوبی خود کرلیا کرتے تھے۔ آپ کے لباس میں بھی ایک تبدیلی اس وقت آئی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جماعت میں نیشنل لیگ کور کا اجراء کیا اور جماعت کے کئی خدام اور انصار نے حضورؓ کی اس تحریک پر لبیک کہا۔ حضرت میر صاحبؓ نے بھی اپنا لباس ملیشیا کا ہی بنوالیا اور ملیشیا کا ہی لمبا کوٹ پہننا شروع کردیا۔

حضرت میر صاحب مرحوم طلباء کی علمی تربیت اور مہارت کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں جماعتی جلسوں اور مناظروں میں اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

1943ء میں ایک گاؤں بھامبڑی میں (جو قادیان سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر تھا) جماعت کا جلسہ ہوا۔ حضرت میر صاحب مرحوم بھی مدرسہ احمدیہ کے سب طلباء کو لے کر وہاں گئے ہوئے تھے کہ جلسہ کے بعد اچانک بعض غیرازجماعت افراد اور کچھ سکھوں نے مل کر ہم پر خشت باری شروع کردی تو اس وقت حضرت میر صاحب مرحوم نے چوٹ وغیرہ سے بچنے کے لئے اپنے سر پر چھتری تان لی اور فرمایا کہ کسی نے جوابی حملہ نہیں کرنا، آرام سے ذرا تیز قدموں کے ساتھ یہاں سے نکل چلو۔ اس موقعہ پر ہم میں سے بعض کو چوٹیں بھی آئیں۔ اگرچہ اس موقع پر پولیس بھی موجود تھی لیکن مقدمہ ہمارے خلاف ہی قائم کیا گیا۔ گورداسپور کی عدالت میں حضرت میر صاحب بھی پیش ہوئے۔ مجسٹریٹ نے آپؓ سے یہ سوال کیا کہ آپ کو ان لوگوں کی خشت باری پر غصہ تو ضرور آیا ہوگا۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ غصہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ مجھے تو ان لوگوں کی نادانی پر رحم آرہا تھا۔

آپکی وفات سے عین قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ برآمدہ میں ایک تخت پر تشریف فرما تھے۔ فرط غم سے آپ نے اپنی پگڑی کے پلّو سے اپنا تقریباً سارا منہ ڈھانپ رکھا تھا اور یہ عاجز اس وقت حضورؓ کے سامنے بیٹھ کر حضور کی پنڈلیاں دبا رہا تھا۔ اس موقعہ پر حضورؓ نے آپؓ کو ان الفاظ میں شاندار خراج عقیدت پیش کیا کہ ’’میرے بعد اگر کسی کو جماعت کی تربیت کا خیال تھا تو وہ حضرت میر صاحب مرحوم ہی تھے‘‘۔

مکرم میاں جمال احمد صاحب

ماہنامہ ’’انصاراللہ‘‘ ربوہ کا جون ۲۰۰۵ء کا شمارہ ’’وصیت نمبر‘‘ کے طور پر شائع ہوا ہے۔ اس شمارہ میں لاہور کے نوجوان مکرم میاں جمال احمد صاحب ابن مکرم مستری نذر محمد صاحب آف حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور کا ذکر خیر بھی شامل ہے جو ۱۹۵۳ء کے فسادات میں راہ مولیٰ میں قربان ہوئے۔ آپ وہ خوش نصیب غیرموصی ہیں جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کے تحت بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا۔

مستری صاحب کی رہائش گاہ محلّہ گیٹ رنگہ میں تھی اور مستری نذر محمد صاحب کا لکڑی کا آرا چوک یادگار کے قریب ٹیکسالی گیٹ کے سامنے تھا۔ فسادات کے دوران مستری صاحب نے اپنے گھر والوں کو رنگ محل میں منتقل کردیا تھا۔ اور خود اپنے صاحبزادے میاں جمال احمد صاحب کے ساتھ گھر کی رکھوالی کیلئے ٹھہرے ہوئے تھے۔ 6 مارچ 1953ء کو صبح مستری صاحب ڈاکٹر عبدالقادر صاحب چینی کے گھر چلے گئے اور میاں جمال احمد صاحب اپنی سائیکل پکڑ کر رنگ محل کی طرف چل پڑے۔ اسی دوران مستری صاحب کو پتہ چلا کہ ان کے آرا پر آگ لگادی گئی ہے اور وہ اس سلسلہ میں مصروف ہوگئے۔ میاں جمال صاحب جب رنگ محل جارہے تھے تو سامنے سے شرپسندوں کا ایک جلوس آگیا جس میں میاں صاحب کے محلّہ دار بھی تھے۔ انہوں نے جمال احمد صاحب کو پکڑ لیا کہ یہ بھی مرزائی ہے اس کو مارو۔ کچھ محلّہ داروں نے کہا کہ تم کہہ دو کہ تم احمدی نہیں، تم کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مگر آپ نے انکار کردیا۔ پھر ایک شخص نے آپ سے کان میں کہا کہ تم صرف مجھے کہہ دو کہ تم مرزائی نہیں ہو میں تم کو بچالیتا ہوں۔ مگر آپ نے اتنا بھی گوارا نہیں کیا کہ جان بچانے کیلئے جھوٹ بولتے۔ اس پر تمام مجمع آپ پر ٹوٹ پڑا اور پتھروں اور چاقوؤں سے وار کرکے آپ کو شہید کردیا۔ اس واقعہ کا گھر والوں کو علم نہ تھا، بعد میں آرمی والوں کو لاش ملی تو انہوں نے اعلان کیا کہ ایک نامعلوم لاش ملی ہے اس لاش کو جب مستری نذر محمد صاحب نے دیکھا تو بوٹوں سے پہچان لیا کہ یہ تو میاں جمال احمد صاحب کی لاش ہے اور انہوں نے گھر والوں کو آکر اطلاع دی۔ اس وقت آرمی والے ہی لاش لے گئے اور امانتاً دفن کردیا۔ تقریباً چھ ماہ بعد جب بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین کا فیصلہ ہوا تو آرمی والوں نے ان کی لاش کا تابوت ٹیکسالی گیٹ کے سامنے ان کے آرے والی جگہ پر ان کے گھر والوں کے حوالے کردیا۔ تابوت کا کچھ حصہ خراب ہوچکا تھا۔ مستری نذر محمد صاحب نے ایک ساگوان کی لکڑی کا تابوت تیار کیا اور پرانے تابوت کو لاش سمیت اس میں ڈال دیا۔

میاں جمال احمد صاحب کے چھوٹے بھائی نصیرالدین صاحب اور انکی ایک بہن کے بقول جب اسوقت تابوت کی لکڑی لگائی گئی تو ایک خاص قسم کی خوشبو آرہی تھی۔ جو ان کے مطابق انہوں نے کبھی نہیں سونگھی۔ انکا کہنا تھا کہ خوشبو میں خاص قسم کی مٹھاس تھی۔ اس کے بعد ان کا تابوت ربوہ پہنچایا گیا۔ حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مولوی ظہور حسین صاحب بخارا نے کتبہ تیار کروایا۔

میاں جمال احمد صاحب اس وقت T.I کالج لاہور میں F.Sc. کے طالبعلم تھے۔ وہ سکاؤٹ تھے اور کھیلوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ ہاکی یا فٹ بال کی ٹیم کے ممبر تھے۔ جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ اپنے گھر کے باہر ایک بورڈ بنایا ہوا تھا اور اس پر مینارۃ المسیح کی تصویر بنائی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ انہوں نے ایک عبارت بھی لکھی ہوئی تھی کہ قادیان ہماری چیز ہے یہ ضرور ہمیں مل کر رہے گی۔ جمال صاحب نے اپنا تخلص محبوب رکھا ہوا تھا۔ اور اس بورڈ پر بھی لکھا ہوا تھا۔

جب کبھی حضور لاہور تشریف لاتے تو جمال صاحب ڈیوٹی کیلئے موجود ہوتے اور خوش دلی سے ڈیوٹیاں دیا کرتے تھے۔ جمال صاحب نرم مزاج کے تھے اور لڑائی سے پرہیز کیا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی لڑ پڑتا تو اسے پنجابی میں کہتے ’’تیرا بھلا ہو‘‘۔ میاں جمال احمد صاحب کے دو تین بھائی بچپن ہی میں فوت ہوگئے تھے اس لئے والدین کیلئے باقی اولاد بہت عزیز ہوتی ہے۔ وفات پر والدہ صاحبہ کا ضبط قابل ستائش تھا۔ وہ اگرچہ کانپ رہی تھیں مگر بے صبری کا کلمہ منہ سے نہ نکالا اور نہ ہی کوئی آنسو بہایا۔ بلکہ انہوں نے باقی بچوں کو بھی سختی سے منع کردیا کہ کوئی نہ روئے۔

میاں جمال صاحب کے والدین 1986ء میں فوت ہوئے پہلے والدہ اور پھر چھ ماہ بعد ہی والد بھی فوت ہوگئے۔ دونوں بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ میاں جمال صاحب کے تین بھائی بچپن میں فوت ہوگئے تھے۔ ایک بھائی نصیرالدین صاحب حیات ہیں۔ تین بہنیں بھی ہیں۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ یکم ستمبر 2005ء میں شائع ہونے والی مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

چراغ کوئی جل رہا ہو آندھیوں کے درمیاں
گزر رہی ہے زندگی یوں حادثوں کے درمیاں
وہ قافلے جو راہبرِ سفر کے ساتھ نہ چلے
وہ آج تک بھٹک رہے ہیں راستوں کے درمیاں
ڈرائیں گے بھلا انہیں یہ کیا بگولے خاک کے
پلے ہوئے جو لوگ ہیں تلاطموں کے درمیاں
رقم کیا ہے جو فسانہ ہم نے لوحِ عشق پر
وہ ڈھونڈتے ہیں کم نظر عبارتوں کے درمیاں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

2nd March 2007 – 8th March 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 2nd March 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:50	Seerat-Un-Nabi
01:45	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 359, Recorded on 23/12/1997.
02:45	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 167, Recorded on 16th December 1996.
05:10	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News .
07:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 20th March 2005.
08:10	Le Francais C'est Facile: programme no. 95
08:30	Siraiki Service
09:30	Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 26 recorded on 13th January 1995.
10:30	Indonesian Service
11:30	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Tilaawat & MTA News Review Special
13:00	Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
14:15	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Bengali speaking friends. Rec: 16/11/1999.
15:30	Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00	Friday Sermon [R]
17:00	Interview: An interview with Kanwar Idrees
17:45	Le Francais C'est Facile: programme no. 95 [R]
18:30	Live Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30	MTA International News Review Special
21:10	Friday Sermon [R]
22:10	MTA Travel: a documentary showing the sights of Toronto, Canada, including a visit to the Niagara falls.
22:45	Urdu Mulaqa'at: Session 26 [R]

Saturday 3rd March 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00	Le Francais C'est Facile: Lesson no. 95.
01:20	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 360, Recorded on 24/12/1997.
02:30	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 2nd March 2007.
03:35	Bengali Mulaqa'at: Recorded on 16th November 1999.
04:40	Interview: An interview with Kanwar Idrees.
05:30	MTA Travel [R]
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05	Children's class with Huzoor. Recorded on 22nd January 2005.
08:05	Seerat Sahaba Masih-e-Ma'ood
08:40	Friday Sermon [R]
09:40	Qur'an Quiz
10:00	Indonesian Service
10:55	French Service
12:00	Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55	Bangla Shomprochar
14:00	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00	Children's class [R]
16:00	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:00	Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 25/10/96, part 1.
17:50	MTA Variety: A documentary about Australian culture and traditions.
18:30	Live Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30	MTA International Jama'at News
21:05	Children's class [R]
22:05	Seerat Sahaba Masih-e-Ma'ood
22:35	MTA Variety [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday 4th March 2007

00:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05	Qur'an Quiz
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 361, recorded on 25/12/1997.
02:25	Seerat Sahaba Masih-e-Maud
03:10	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 23rd February 2007.
04:20	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:00	Qur'an Quiz
05:20	MTA Variety: A documentary about Australian culture and traditions.
06:00	Tilaawat & MTA News
06:50	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 18th December 2004.
07:50	Learning Arabic: programme no. 19.
08:35	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
09:45	Indonesian Service
10:45	Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 26th January 2007.
11:50	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:00	Bangla Schomprochar
13:55	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 2nd March 2007.
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:10	Huzoor's Tours [R]
17:20	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995, part 2.
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 364, Recorded on 05/02/1998.
20:30	MTA International News Review [R]
21:05	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:20	Huzoor's Tours [R]
23:30	Ilmi Khutbaat

Monday 5th March 2007

00:30	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 364, Recorded on 05/02/1998.
02:40	Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 2rnd March 2007.
03:50	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995, part 2.
05:05	Ilmi Khutbaat
06:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 3rd March 2007.
08:20	Le Francais C'est Facile: programme no. 42
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 2, Recorded on 1st August 1997.
10:05	Indonesian Service
11:00	Aa'ina: a discussion programme based on allegations made against Islam.
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00	Bangla Schomprochar
14:15	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 31/03/2006.
15:10	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:25	Medical Matters
17:00	Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30	Arabic Service
19:40	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 365, Recorded on 10/02/1998.
20:45	MTA International Jama'at News
21:20	Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:35	Seerat Sahaba Rasool (saw)
23:15	Friday Sermon: recorded on 31/03/2006 [R]

Tuesday 6th March 2007

00:10	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05	Medical Matters
01:55	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 365, Recorded on 10/02/1998.
03:00	Friday Sermon: recorded on 31/03/2006.
03:50	Aa'ina: A discussion on the topic of allegations made against Islam.
04:20	Le Francais C'est Facile: Programme no. 41
04:55	Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 2, recorded on 1st August 1997.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 4th March 2007.
08:00	Learning Arabic: Programme no. 20
08:45	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th July 1995, part 1.
09:35	Seerat-un-Nabi (saw)
10:10	Indonesian Service
11:10	Sindhi Service
12:05	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Jalsa Salana Switzerland 2004: Second day address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V from the ladies Jalsa gah. Recorded on 4th September 2004.
15:10	Learning Arabic: Programme no. 20 [R]
15:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
17:00	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
17:35	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
20:30	MTA International News Review Special
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:05	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
22: 40	Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 7th March 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:00	Learning Arabic: Programme no. 20
01:45	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 366. Recorded on: 11/02/1998.
02:50	Waaq Feen-e-Nau
03:50	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th July 1995, part 1.
05:00	Seerat-un-Nabi (saw)
05:45	MTA Travel: a programme showing the sights of Dubai.
06:05	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:10	Children's class with Huzoor, recorded on 5th March 2005.
08:10	Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:55	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th July 1995, part 2.
10:15	Indonesian Service
11:10	Swahili Service
12:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:10	Bangla Shomprochar
14:10	From the Archives: Friday Sermon delivered on 16th July 1982 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
14:45	Lajna Magazine
15:10	Jalsa Speeches: speech delivered by Zahid Ahmad Khan on the topic of 'Safeguarding Islamic values in the West' on the occasion of Jalsa Salana UK. Recorded on 01/08/1998.
15:35	MTA Variety: A documentary about Australian culture.
16:10	Children's class [R]
17:10	Question and Answer Session [R]
18:30	Arabic Service
19:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 367, recorded on 12/02/1998.
20:30	MTA International News Review
21:15	Children's class [R]
22:20	Jalsa Speeches [R]
22:55	From the Archives [R]
23:30	Lajna Magazine

Thursday 8th March 2007

00:00	Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 367, recorded on 12/02/1998.
02:25	The Philosophy of the Teachings of Islam
03:05	Hamari Kaa'enaat
03:30	From the Archives: Friday Sermon delivered on 16th July 1982 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
04:10	Lajna Magazine
04:45	MTA Variety: A documentary about Australian culture.
05:30	Jalsa Speeches: speech delivered by Zahid Ahmad Khan on the topic of 'Safeguarding Islamic values in the West'. Rec: 01/08/1998.
06:00	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 29th January 2005.
08:00	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 13. Recorded on 01/05/1994.
09:15	Huzoor's Tours
10:15	Al Maa'idah
10:30	Indonesian Service
11:50	Dars-e-Hadith
12:05	Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:10	Bengali Service
14:15	Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 168, recorded on 17th December 1996.
15:40	Huzoor's Tours [R]
16:40	English Mulaqa'at [R]
17:45	Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
18:30	Arabic Service
20:30	MTA News Review
21:00	Tarjamatul Qur'an Class, Session: 168 [R]
22:25	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
22:50	Bustan-e-Waqfe Nau [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday February 23, 2007 | Issue No. 08

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

حقیقی اسلام کی پُرجلال ترجمانی

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 29/نومبر 1935ء سے ایک اثرانگیز اقتباس:

''ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ جو بات اس کی طرف سے آئی ہے اسے ساری دنیا میں پہنچائیں اور ہم نے اسے پہنچانا ہے ہمارا پروگرام وہ نہیں جو ہم خود تجویز کرتے ہیں بلکہ ہمارا پروگرام ہمارے پیدا کرنے والے نے بنایا ہے۔اور ہم اس میں کوئی شوشہ بھی کم وبیش نہیں کرسکتے ۔ مجھے یاد ہے غالباً 1911ء یا 1912ء کی بات ہے کہ ایک دن شیخ یعقوب علی صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ خواجہ صاحب سے میری باتیں ہوئی ہیں اور مَیں اس لئے آیا ہوں کہ آپ تک ان کی باتیں پہنچادوں۔اُس وقت اختلافات شروع ہوچکے تھے اور نبوت وکفرواسلام کے مسائل زیربحث تھے۔میرا خیال ہے کہ یہ 1911ء یا 1912ء کے ابتداء کی بات ہے کیونکہ اس کے بعد خواجہ صاحب ولایت چلے گئے تھے۔ان مسائل کے زیربحث آنے کی وجہ سے جماعت میں ایک پریشانی اور حیرانی سی پیدا ہوچکی تھی کہ اب کیا بنے گا۔شیخ صاحب نے خواجہ صاحب سے گفتگو کی اور مجھے کہا کہ خواجہ صاحب نے پیغام بھیجا ہے کہ وہ ہرطرح صلح کے لئے تیار ہیں اور کہ اگر مَیں بھی تیار ہوا تو انہیں کوئی انکار نہیں۔شیخ صاحب پر ان کی گفتگو کا اتنا اثر تھا کہ انہوں نے گھر آکر ہی مجھے بلایا۔وہ دروازہ اب نہیں رہا پہلے مسجد مبارک کی جو چھوٹی سیڑھیاں چڑھتی ہیں ان کے ساتھ ایک دروازہ ہوا کرتا تھا۔اور اس سے گزر کر ایک چھوٹا سا صحن تھا۔اس کے آگے پھر ایک دروازہ تھا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آتے جاتے تھے۔شیخ صاحب نے اس اندر کے دروازہ پر آکر دستک دی اور مجھے بلوایا اور کہا کہ خواجہ صاحب سے میری گفتگو ہوئی ہے اور میری طبیعت پر گہرا اثر ہے کہ خواجہ صاحب کی بھی خواہش ہے کہ کوئی ایسی تدبیر ہوجائے جس سے فساد دور ہوجائے۔ مَیں نے انہیں کہا کہ فساد تو مَیں بھی نہیں چاہتا۔آپ خواجہ صاحب سے پوچھ لیں کہ اگر تو ان سے جھگڑا کسی دُنیوی چیز کے لئے ہے،کوئی چیز میرے پاس ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ان کا حق ہے یا انہیں مل جانی چاہئے تو مَیں بغیر کسی عذر کے اُن کو دے دیتا ہوں اور ان کو اختیار ہے کہ مجھ سے پوچھے بغیر اُسے لے جائیں۔لیکن اگر اختلاف عقائد کے متعلق ہے تو یہ نہ اُن کا حق ہے نہ میرا کہ بعض باتوں کو چھوڑ کر کوئی درمیانی راہ اختیار کرلیں اور اس طرح صلح نہیں ہوگی بلکہ فساد بڑھے گا اور ہم دونوں دین کے دشمن اور غدّار ثابت ہوں گے۔

پس حقیقت یہ ہے کہ احمدیت ایک مذہبی تحریک ہے یا دوسرے لفظوں میں اسلام کا دوسرا نام ہے۔کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ نیا فرقہ بھی نہیں صرف نام کی شناخت کے لئے احمدیت کا لفظ بولا جاتا ہے ورنہ احمدیت درحقیقت نام ہے اُس اسلام کا جو رسول کریم ﷺ دنیا میں لائے۔بعض مسلمانوں کی غفلت اور دستبرد سے اس میں کئی خرابیاں پیدا ہوگئیں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا اور آپ کو قرآن کریم کی وہی تشریح سمجھائی جو رسول کریم ﷺ کو سمجھائی تھی۔پس یہ نام صرف امتیاز کے لئے ہے ورنہ احمدیت کوئی حقیقت نہیں جب تک اس کا ترجمہ اسلام نہ کریں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں کوئی کمی بیشی ہوسکتی ہے؟ کیا اس میں کوئی تبدیلی کی جاسکتی ہے؟ کیا قرآن کا کوئی شوشہ بھی بدلا جاسکتا ہے؟ اگر یہ ہوسکتا ہے تو ہم بھی خیال کرسکتے ہیں کہ ہم اپنے کام کی تجاویز اور تفاصیل حالات کے مطابق ڈھال لیں گے لیکن جب یہ غلط ہے کہ اسلام میں کوئی ردّوبدل ممکن ہو تو یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم اپنے پروگرام کو حالات کے مطابق ڈھال لیں۔جب اسلام پہلی دفعہ دنیا میں آیا تو اُس وقت بھی ساری دنیا نے اس سے لڑائی کی اور چاہا کہ یہ نہ پھیل سکے اور اسے غلبہ حاصل نہ ہو لیکن خدا نے اسے پھیلا دیا اور لوگوں کی باتوں کی پرواہ نہیں کی۔اللہ تعالیٰ نے انکار کیا ہر بات سے سوائے اس کے کہ وہ اپنے نور کو کامل کرے۔اسی طرح اب بھی ہوگا چاہے دشمن شرارت میں حد سے بڑھ جائیں اور دوست ہمت ہار بیٹھیں۔خدا تعالیٰ نے جو بات کہی ہے وہ ہوکر رہے گی''۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 744-745
ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن۔ اشاعت مارچ 2006ء)

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا
مَیں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

❁❁❁❁❁❁

مسلمانوں کا یہودی قصاب کی دیانتداری پر ایمان

برصغیر کے ادیب،کمپیئر،براڈکاسٹر عباس احمد عباسی (1927ء-مارچ 1974ء) نے پاکستانی نشریاتی ادارہ کے علاوہ BBC کی اُردو سروس میں بھی بارہ سال تک علمی خدمات انجام دیں۔اسی طرح انہیں دنیا بھر میں اُردو سامعین کی محبت اور پذیرائی حاصل ہوئی۔آپ کے قلم سے قیام انگلستان کے نہایت دلچسپ حالات ''چندسال دیارغیر میں'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔یہ پُرلطف سفرنامہ الحمد پبلی کیشنز لیک روڈ لاہور نے مارچ 2003ء میں خاص اہتمام سے چھپوایا۔لنڈن کے وارن سٹریٹ کے ایک پرانے ہندوستانی سے خریداری کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''سامان سنبھالے تھوڑی دور چلے تھے کہ یاد آیا گوشت تو لیا ہی نہیں۔عاقل سے پوچھا حلال گوشت کہاں سے ملے گا؟ کہنے لگا سامنے ایک مسلمان کی دکان ہے لیکن مجھے اس کا اعتبار نہیں۔ایک دن مَیں نے اس کے ہاں سے گوشت خریدنا چاہا تو اس کے ہاں ختم ہوچکا تھا۔کہنے لگا پانچ منٹ رکئے ہَمیں اندر سٹور سے نکلواتا ہوں۔اور مَیں نے دیکھا اس کا آدمی اسی ہندوستانی اسٹور سے گوشت لئے چلا آرہا ہے۔ ظاہر ہے اس کے ہاں حلال نہیں ملتا۔ویسے تمہیں اگر واقعی حلال گوشت چاہئے تو کسی یہودی کی دکان سے خریدو وہ بے ایمانی نہیں کرتے اور یہودی کی دکان کہیں کہیں ہے۔ہم نے دل میں سوچا مسلمان کا اعتبار نہیں یہودی کا اعتبار ہے۔یہ کیا انقلاب ہے۔مسلمانوں کو کیا ہوا ہے۔اس سے ایمان کیوں چھن گیا۔رسوائی و ذلت ان کا مقدر کیوں بن گئی۔یوں ہی ہے تو ہم گوشت نہیں کھاتے ترکاری پر گزارہ کریں۔اور جب کہیں یہودی کی دکان ملے گی تو گوشت بھی لے لیں گے''۔

(صفحہ 109)

❁❁❁❁❁❁

بانئ دیال سنگھ کالج لاہور کا ایک عبرت انگیز اور مشہور واقعہ

تبلیغ اسلام اور اسلامی نمونہ لازم وملزوم ہیں۔اس حقیقت کی وضاحت کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے متحدہ پنجاب کا ایک مشہور واقعہ بیان فرمایا جو حضور انور کی زبان مبارک سے سنئے:۔

''دیال سنگھ کالج،دیال سنگھ لائبریری اور ٹریبیون یہ پنجاب میں بہت بڑا علمی کام کرنے والے ادارے ہیں جو برہموسماج کے قبضہ میں ہیں۔ٹریبیون ہندوؤں کی طاقت کا زبردست ذریعہ ہے۔دیال سنگھ لائبریری نہایت مفید کام کر رہی ہے اور دیال سنگھ کالج تعلیمی لحاظ سے اچھی شہرت رکھتا ہے۔ ان کے بانی دیال سنگھ نامی ایک سکھ سردار تھے۔ انہوں نے جب مذاہب کا مطالعہ کیا تو آہستہ آہستہ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میرا مذہب مجھے نجات نہیں دے سکتا،کسی اور مذہب میں مجھے داخل ہونا چاہئے۔اتفاقاً انہیں ایک مسلمان مل گیا جو قرآن کریم سمجھتا اور سمجھا بھی سکتا تھا۔ کچھ دنوں تک وہ اس سے اسلام کے متعلق واقفیت حاصل کرتے رہے اور آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب مَیں مسلمان ہوتا ہوں۔ جب یہ خبر لوگوں میں پھیلی تو ایک ہندو جو نہایت ہی چالاک اور ہوشیار تھا ان کے پاس آیا۔اس نے چونکہ سمجھ لیا تھا کہ اب دیال سنگھ پر مذہبی دلائل کا اثر نہیں ہوسکتا اس لئے اُس نے چاہا کہ دوسروں چکروں میں ڈال کر انہیں اسلام سے روکا جائے۔یہ سوچ کر اُس نے کہا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مذہب کی تبدیلی سے آپ کا مقصد صرف نجات حاصل کرنا ہے لیکن نجات عمل سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ باتوں سے۔آپ مسلمان ہونا چاہتے ہیں لیکن آپ یاد رکھیں اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا بلکہ خراب ہوگا۔ دیکھئے اس وقت مسلمانوں کی اپنی حالت کیا ہے؟ تعلیم میں وہ سب سے پیچھے ہیں،چور ان میں زیادہ ہیں، ڈاکو ان میں زیادہ ہیں،بداخلاق وہ ہیں۔پھر اگر اسلام نے مسلمانوں پر اثر نہیں کیا تو آپ اس مذہب سے کیا فائدہ حاصل کرسکتے ہیں؟ ان باتوں نے اُن کے دل میں کچھ شبہ پیدا کردیا۔مگر وہ آدمی ہوشیار تھا کہنے لگا عوام الناس کا گر جانا اسلام کی خرابی کی دلیل نہیں۔جب مذہب پر ایک عرصہ گزر جاتا اور تعلیم وتربیت میں کمی آنے لگتی ہے تو ہر مذہب میں اس قسم کے آدمی پیدا ہوجاتے ہیں۔وہ کہنے لگا اچھا اگر عوام کو چھوڑ دیا جائے تو کم ازکم کوئی تو اسلام کا نمونہ ہونا چاہئے۔وہ کہنے لگا ہاں یہ ضروری بات ہے۔وہ ہندو کہنے لگا اچھا وہ مولوی صاحب جنہوں نے آپ کو تبلیغ کی ہے وہ تو اسلام کا نمونہ ہیں صرف ایک امتحان کیجئے ۔ اگر وہ پاس ہوجائیں تو آپ بیشک اسلام قبول کرلیں ۔ وہ کہنے لگا کیا امتحان؟ ہندو کہنے لگا جب آپ کے مولوی صاحب آئیں تو آپ سو دوسو روپیہ اُن کے آگے رکھ دیں اور اُن سے کہیں کہ مولوی صاحب ! آپ کی خاطر مَیں نے اپنا مذہب چھوڑنا ہے،اپنے رشتہ داروں کو چھوڑنا ہے،اتنی باتیں مَیں نے آپ کی خاطر کرنی ہیں آپ بھی میری خاطر آج ایک دفعہ میرے ساتھ بیٹھ کر شراب پی لیں پھر تو کبھی اس چیز کو ہاتھ نہیں لگانا۔جب وہ مولوی آیا تو سردار دیال سنگھ نے اسی طرح کیا۔چونکہ مولویوں کی آمدنی کا ذریعہ کوئی اور تو ہوتا نہیں ۔اس نے خیال کیا کہ ایک دفعہ شراب پینے میں کیا حرج ہے روپے بھی مل جائیں گے اور یہ مسلمان بھی ہو جائے گا۔اور اس طرح ثواب بھی میرے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔بیٹھ گیا اور شراب پی لی۔اُس نے اُسی وقت مسلمان بننے کا ارادہ چھوڑ دیا اور برہموسماجی ہوگیا اور لاکھوں روپیہ کی جائیداد ان کے نام وقف کردی جس سے وہ اب تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔تو لوگ صرف منہ کی باتیں نہیں سنتے بلکہ وہ قوت عملیہ کو دیکھتے ہیں اور معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ بنی نوع انسان کے لئے کیا کررہا ہے''۔

(ایضًا صفحہ 636)

عرفانؐ کے رازوں سے جاہل تسلیم کی راہوں سے غافل
جو آپ بھٹکتے پھرتے ہیں آئے ہیں مرے سمجھانے کو

☾☾☾☾☾☾

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل ، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں ۔اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔آمین

❁❁❁❁❁❁